رسالہ النجم لکھنؤ

جلد ۵ — ۷ رجب سنہ ۱۳۳۰ — ۲۳ جون سنہ ۱۹۱۲ — نمبر ۱۱

فہرست مضامین

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا -

(۲) رسالہ کا خاص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۲۴ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہو سکیگا -

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو -

سالانہ	سے
ششماہی	۶
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کر لیا جائیگا -

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا -

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا -

(۶) جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین -

(۷) جو صاحب ۵ مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرائین چاہے ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین -

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب ۸ روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے مسلمانون کے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا -

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہنا چاہیے اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و مؤثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین ہونگے

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص خاص ضروری مسائل سے متعلق ہو

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار -

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ جیدہ جیدہ اسلامی خبرونکا بھی خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ بیشتر و اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و معتبر تصنیف کا ترجمہ ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ
نصف کالم	ے	للعہ	للعہ عہ	[illegible]
ایک کالم	عہ	للعہ عہ	عمہ	[illegible]
پورا صفحہ	لعہ	عہ	عہ	[illegible]

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ ساجرت ضمیمہ جسمد بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً

النجم - لکھنؤ

۷ - رجب - یک شنبہ سنہ ۱۳۳۰ھ

زہد و رقائق

(سلسلہ کے لیے گذشتہ نمبر ملاحظہ ہو)

ایضاً توجہ این بزرگواران باحدیث ست تعالی و تقدس واز اسم وصف جز ذات نمی خواہند تعالی و تقدس و در رنگ دیگران از ذات بصفات فرود نمی آیند واز و ذرہ بحضیض نمی گروانند عجب کار و بار ست جمعے ازین طائفہ ذکر اسم اللہ اختیار نمودہ اند و بآن اکتفا نمودہ بہ صفات فرود نمی آیند و ملاحظہ سمیع و بصیر و علیم می نمایند و باز بسبیل عروج از علیم و بصیر و سمیع باسم اللہ میروند چرا باسم اللہ تنہا کفایت نکنند و قبلہ توجہ جز احدیت ذات تعالی نہ سازند الیس اللہ بکاف عبدہ قاطع ست و کریمہ قل اللہ ثم ذرہم مؤید این معنی ست بالجملہ نظر ہمت بزرگواران این طریقہ علیہ بلند افتادہ است بہر اداني و اقاصی نسبت ندارند لہذا نہایت دیگران در بدایت ایشان مندرج گشتہ و مبتدی طریقہ ایشان منتہی طرق دیگر یافتہ و از ابتدای سفر ایشان در وطن مقرر شدہ و خلوت در انجمن بحصول پیوستہ و دوام حضور نقد وقت شان آمدہ ایشانند کہ تربیت طالبان مربوط بصحبت علیہ ایشان است و تکمیل ناقصان منوط بتوجہ شریف شان شافی امراض قلبیہ ست و التفات شان دافع علل معنویہ یک توجہ ایشان کار چہل اربعین میکنند و یک التفات شان برابر ریاضات و مجاہدات سنین ہے

نقش بندیہ عجب قافلہ سالار انند ❊ کہ برند از رہِ پنہان بحرم قافلہ را

سعادت آثارا ازین بیان کسی توہم نکند کہ این اوصاف و شمائل جمع اساتذہ و تلامذہ طریقۂ علیہ نقش بندیہ احاصل است کلام بلکہ این شمائل مخصوص با اکابر این طریقۂ علیہ است کہ کار را بنہایۃ النہایۃ رسانیدہ اند و مبتدیان رشد باین اکابر نسبت ارادت درست کردہ اند و مراعات آداب نمودہ اندراج نہایت در ہدایت در حق ایشان ثابت است بخلاف مبتدی اندراج طریق کہ شیخ ناقص این طریق برسد اندراج ہمان تہایت در حق او متصور نیست چہ شیخ او نہایت نرسیدہ است در حق مبتدی بنہایت چگونہ متصور شد ؎ از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست + نجابت آثارا طریق این اکابر طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان و این اندراج نہایت در ہدایت اثر آن اندراج کہ در صحبت خیر البشر میسر شد علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام زیراکہ در اول صحبت آن سرور علیہ و علی آلہ الصلوۃ والسلام آن میسر می شد کہ در انتہا کم است کہ دیگر آن را میسر گردد و این فیوض برکات ہمان فیوض برکات است کہ در قرن اول بظہور می پیوست ہر چند در ظاہر آخر از اول دور است نسبتہ بوسط اما فی الحقیقۃ آخر بہ اول از وسط نزدیکتر ست و منصبغ بصبغ آن متوسطان آنرا یاد دارند یا نہ بلکہ اکثرے از متاخران نیز معلوم نیست کہ بحقیقت این معاملہ دارند والسلام علیکم، علی من اتبع الہدیٰ والتزم اطاعۃ المصطفے علیہ و علی الہ الصلوۃ والتسلیمات

ترجمہ

بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد عبد اللہ سلمہ اللہ تعالی وابقاہ واوصل الی غایۃ ما تمناہ - اس بیان میں کہ سب سے بہتر کام اتباع سنت ہی اور پرہیز کرنا بدعت سے اور یہ کہ طریقہ نقش بندیہ کو دوسرے طریقوں پر یہ بھی فضیلت ہی کہ اس طریقہ مین کہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی اور عزیمت پر عمل کیا جاتا ہے اور نیز اور تعریفین اس طریقہ کی -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی - جو نصیحت کہ فرزند عزیز تر سلمہ اللہ تعالی کو اور تمام احباب کو کیجاتی ہی یہی ہی کہ سنت سنیہ کی پیروی کرین اور بدعت ناپسندیدہ سے بچتے رہین - چونکہ اسلام اور مسلمان اس زمانہ مین غریب یعنی کمزور ہو گئے ہین اور جس قدر زمانہ بڑھتا جاتا ہی غربت زیادہ ہوتی جاتی ہی - یہان تک کہ آخر مین کوئی اللہ کا نام لینے والا زمین پر نہ رہ جائیگا اور قیامت برے لوگون پر قائم ہو جائیگی سعادت مند وہ شخص ہی جو اس غربت کے زمانہ مین کسی چھوٹی ہوئی سنت کو زندہ کرے اور کسی رواج یافتہ بدعت کو مٹادے - یہ

وہ وقت ہی کہ بعثت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال گذر چکے ہین اور علامات قیامت کے آثار ظاہر ہو چلے ہین اور سنت بوجہ زمانہ نبوت کے دور ہو جانے کے چھپ گئی ہی اور بدعت بوجہ جھوٹ کے رائج ہو جانے کے ہر طرف جلوہ گر ہی۔ کوئی شاہباز چاہیے جو اس وقت سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا رواج پانا دین کی خرابی کا سبب ہی اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے منہدم ہو جانے کا سبب ہی (حدیث مین ہی کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اُس نے اسلام کے منہدم کرنے مین مدد دی (یہ حدیث) تمنے سنی ہو گی لہذا پوری توجہ اور مستقل ارادہ کیسا تھ اس طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ کسی سنت کا رواج ہو اور کوئی بدعت مٹے۔ ہر زمانہ مین اور خاص کر اس ضعف اسلام کے زمانہ مین اسلام کے طریقون کا قائم رہنا اور سنت کے رواج اور بدعت کے مٹنے پر موقوف ہی۔

اگلے لوگون نے بدعت مین کوئی خوبی دیکھی ہوگی اس وجہ سے اُنھون نے بدعت کے بعض اقسام کو حسنہ قرار دیا ہی مگر یہ فقیر اس مسئلہ مین اُنکے ساتھ متفق نہین ہی اور بدعت کے کسی فرد کو حسن نہین سمجھتا اور اس فقیر کو بدعت مین سوا ظلمت و کدورت کے کچھ محسوس نہین ہوتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر بدعت گمراہی ہی۔ اس فقیر کو ایسا معلوم ہو رہا ہی کہ اس ضعف و غربت اسلام کے زمانہ مین سلامتی موقوف ہی سنت کے بیان پر۔ اور خرابی موقوف ہی بدعت کے حاصل کرنے پر۔ بدعت خواہ کوئی سی ہو اُسکو یہ فقیر ایک بیلچہ سمجھتا ہی۔ جو اسلام کی جڑ کھود رہا ہی۔ اور سنت کو مثل کوکب درخشان کے جانتا ہی کہ شب تاریک مین تاریکی کو دور کر رہا ہی۔

اس زمانہ کے علما کو حق سبحانہ اس امر کی توفیق دے کہ کسی بدعت کا حسنہ ہونا زبان سے نہ نکالین اور کسی بدعت کے حسنہ ہونیکا فتوی نہ دین اگرچہ وہ بدعت اُنکی نظر مین مثل سفیدۂ صبح کے روشن معلوم ہو رہی ہو کیونکہ شیطان کے فریب کو سنت کے علاوہ ہر چیز پر قابو مل جاتا ہی۔ گذشتہ زمانون مین چونکہ اسلام کو قوت حاصل تھی اس لیے نور اسلام کی چمک کے سامنے وہ بدعت بھی چمکدار معلوم ہوتی تھی۔ بخلاف اسوقت کے کہ ضعف اسلام کا وقت ہی بدعات کی تاریکیون کے برداشت کی طاقت نہین رہی۔ اب ایسی حالت مین بدعت کے حسنہ ہونے کا فتوی چاہے متقدمین نے دیا ہو چاہے متاخرین نے، جاری نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہر وقت کے احکام علیحدہ ہوتے ہین۔ اسوقت دنیا بسبب کثرت بدعت کے دریائے ظلمات معلوم ہوتی ہی اور سنت کی روشنی اس دریای ظلمات مین جگنو کی طرح چمک رہی ہی۔ بدعت کا ارتکاب اس دریائے ظلمات کی تاریکی کو بڑھا تا

اور سنت کی روشنی کو گھٹاتا ہے۔ اور سنت پر عمل کرنا اس تاریکی کو کم کرتا ہے۔ پس اب جس کا جی چاہے اس ظلمات کی تاریکی کو بڑھائے اور جسکا جی چاہے سنت کی روشنی کو بڑھائے۔ جسکا جی چاہے شیطان کی فوج کو ترقی دے اور جسکا جی چاہے اللہ کی فوج کو ترقی دے مگر یہ سمجھ رکھو کہ شیطان کی فوج نقصان اُٹھانیوالی ہے اور اللہ کی فوج کامیاب ہونیوالی۔

اسوقت کے صوفی بھی اگر انصاف کرین اور اسلام کے ضعف اور دروغگوئی کو ملاحظہ کرین تو اُن پر بھی لازم ہے کہ سنت کے سوا اور کسی چیز مین اپنے پیرون کی تقلید نہ کرین۔ ایجاد کی ہوئی باتون کو اس بہانہ سے کہ یہ فعل ہمارے پیرون کا ہے اپنا شیوا نہ بنائین۔ سنت پر عمل کرنا یقیناً موجبِ نجات اور مثمرِ خیر و برکات ہے۔ اور غیر سنت کی تقلید کرنے مین ہزارون خطرے ہین۔ اور پیغامبر پر تو صرف پہونچا دینا فرض ہے۔

ہمارے پیرون کو حق تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ اُنھون نے ہملوگون کو بدعت کے ارتکاب کی تعلیم نہین دی اور اپنی تقلید کا حکم دیکر اُن ہلاک کرنیوالی تاریکیون مین ہمکو مبتلا نہین کیا۔ اور سوا پیروی سنت کے ہمکو کوئی راہ نہ بتائی۔ اور سوا صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع اور عزیمت پر عمل کرنے کے اور کچھ ہدایت ہمکو نہ فرمائی۔ اسی وجہ سے ان بزرگون کا کارخانہ بہت بلند ہوگیا اور اُنکی ڈیوڑھی بہت اونچی ہوگئی۔ یہی لوگ ہین کہ انھون نے سماع و رقص کو لات ماردی اور وجد و تواجد کو انگشت شہادت سے دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرون کا مکشوف و مشہود ان بزرگون کے نزدیک ما سوا مین داخل ہے اور انکا معلوم و متخیل قابل نفی کے ہے۔ ہمارے بزرگون کا معاملہ دیکھنے اور سمجھنے سے بالاتر ہے اور علم و خیال سے برتر ہے اور تجلیات ظہورات اور مکاشفات و معینات سے بھی بالاتر ہے۔

دوسرے بزرگون کا اہتمام اثبات مین ہے اور ہمارے بزرگون کی کوشش نفی ما سوا مین ہے۔ دوسرے بزرگ ذکر نفی و اثبات اس لیے کرتے ہین کہ دائرہ اثبات مین وسعت پیدا ہو اور تمام عالم جو نئی شکل مین ظاہر ہو رہا ہے کلمہ توحید کی تکرار سے عنوان حقیقت مین منکشف ہو جائے۔ اور سب چیزون کو حق دیکھنے لگین اور حق ادراک کرنے لگین۔ بخلاف ہمارے بزرگون کے کہ اُنکا مقصود کلمہ طیبہ کی تکرار سے دائرہ نفی کا وسیع کرنا ہے تاکہ تاکہ جو کچھ مشاہدہ اور مکاشفہ یا علم و خیال مین آیا تھا سب لا کے تحت مین داخل ہو جائے اور اثبات کی جانب مین کوئی چیز ملحوظ اور منظور نہ رہے اور اگر بالفرض جانب اثبات مین کوئی بات ظاہر بھی ہو تو اُسکو نفی کی طرف راجع کردین

سوا استثنے کے مقام اثبات مین کوئی چیز باقی نہ رہے - اسی وجہ سے دوسرے طریقون مین ذکر نفی و اثبات مبتدیون
کے مناسب حال ہی اور ذکر اللہ کا کہ کلمۂ اثبات محض ہی بعد ذکر نفی و اثبات کے مناسب ہوتا ہی تاکہ جو کچھ اُنکو مکشوف
ہوا ہی اس کلمۂ اثبات کی تکرار سے استقرار و استمرار حاصل کرے - بخلاف ہمارے بزرگون کے طریقہ کے کہ وہ اسکے بالکل
برعکس ہی - کہ پہلے اثبات کراتے ہین پھر اُس اثبات کی نفی کرا دیتے ہین - لہذا ذکر اسم اللہ کا ہمارے یہان ابتدا مین
مناسب ہوتا ہی - اور نفی و اثبات کا ذکر بعد اسکے کیا جاتا ہی -

اگر کوئی ناقص سوال کرے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگان نقش بندیہ کو مقام اثبات سے کچھ حصہ نہین ملتا -
سوا نفی کے اُنکو کچھ حاصل نہین ہوتا - تو مین جواب دونگا کہ دوسرون کا اثبات ان بزرگون کو ابتدا ہی مین حاصل ہو جاتا
ہی مگر بعد انتہا کے اس اثبات کی طرف التفات نہین کرتے - بلکہ اُسکو قابل نفی سمجھ کر نفی کر دیتے ہین - اور اسی کو عمدہ مطلوب
سمجھتے ہین - پس دوسرون کا اثبات بھی اُنکو حاصل ہی اور اس اثبات کی نفی بھی حاصل ہی جو مقام کبریائی کے مناسب
ہی - ہر بے انجام بزرگان نقش بندیہ کا نتیجہ نہین سمجھ سکتا اور ہر بوالہوس ان کے معاملہ کی حقیقت نہین معلوم کر سکتا
ایک شمہ ان بزرگون کے عدم حصول کا جو اس مقام مین عین حصول ہی بیان کیا گیا - اگر ان بزرگون کے حصول کا
حال لکھا جائے تو دوسرے طریقون کے خواص عوام معلوم ہونے لگین اور منتہی مبتدیون کی طرح الف - بے - پڑھنا
شروع کر دین (ترجمۂ شعر فارسی حافظ) حافظ کی یہ سب فریادین بیفائدہ نہین ہین ایک نادر قصہ اور عجیب بات ہی -

مراقبۂ ذات تعالی و تقدس جو دوسرون نے اختیار کیا ہی - ہمارے بزرگون کے نزدیک بے اعتبار او بے اصل ہی
وہان مراقبہ مین سوا ایک سایہ کے اور کچھ نہین ہی - اللہ کی ذات برتر ہی اُن باتون سے جو لوگ بیان کرتے ہین -
اللہ تعالی کی ذات بلکہ اُسکے اسما و صفات بھی ہمارے فکر اور مراقبہ کے احاطے سے باہر ہین - اس مقام مین سوا جہل
و حیرت کے اور کچھ حصہ نہین ملتا - نہ جہل و حیرت وہ جسکو لوگ جہل و حیرت سمجھتے ہین وہ تو ایک بُری چیز ہی - اس مقام
مین جہل و حیرت عین معرفت و اطمینان ہی مگر نہ وہ معرفت و اطمینان جو لوگون کی سمجھ مین آسکے - کیونکہ وہ از قسم چون
ہوگا اور بے چون سے اسکو کیا تعلق - اس مقام مین جو کچھ ہم ثابت کرین وہ بے چون ہوگا - خواہ ہم اسکو جہل کہہ
ین خواہ معرفت - جس نے اسکا مزا نہین چکھا وہ نہین سمجھ سکتا -

نیز ہمارے بزرگون کی توجہ ذات احدیت و تقدس کی طرف ہی اور اسم و صفت اسکے سوا ذات کے اور

کچھ نہین چاہتے دوسرون کی طرح ذات سے صفات کی جانب نہین اُترتے اور بلندی سے پستی کیجانب میل نہین کرتے ان بزرگون کا عجب کاروبار ہی کچھ لوگون نے ذکر اسم اللہ کا اختیار کر لیا ہی اور اسی پر قناعت کیے ہوے ہین صفات کی طرف آتے ہین اور سمیع اور علیم اور بصیر کا ملاحظہ کرتے ہین پھر بطور عروج کے علیم اور بصیر اور سمیع سے اسم اللہ کی طرف جاتے ہین - اسم اللہ پر کیون نہ قناعت کرین اور قبلہ توجہ ذات احدیت کو کیون نہ بنائین الیس اللہ بکاف عبدہ - یعنی اللہ اپنے بندے کیلیے کیا کافی نہین ہی - نص قاطع ہی - اور کریمہ قل اللہ ثم ذرہم یعنی اے نبی کہیے اللہ پھر اُنکو چھوڑ دیجیے - اس مضمون کی موئد ہی -

خلاصہ یہ کہ اس طریقۂ عالیہ کے بزرگون کی نظر اور ہمت بہت بلند ہی - ہر خاص و عام سے انکو کچھ نسبت نہین - دوسرون کی انتہا ان کی ابتدا مین مندرج ہی - انکی طریقہ کا مبتدی دوسرے طریقون کے منتہی کے مثل ہوتا ہی - ابتدا ہی سے ان کو سفر در وطن اور خلوت در انجمن - کی کیفیت حاصل ہوجاتی ہی اور دوام حضور کی صفت ان مین پائی جاتی ہی - یہی بزرگوار ہین کہ طالبان خدا کی تربیت اُنکی صحبت پر موقوف ہی اور ناقصون کی تکمیل اُن کی توجہ سے وابستہ ہی - انکی توجہ امراض قلبیہ سے شفا دینے والی ہی اور انکا التفات امراض معنویہ کو دفع کرنیوالا ہی انکی ایک توجہ سو چلون کا کام کرتی ہی - اور ایک التفات انکا برسون کی ریاضت و مجاہدہ کے برابر ہے

(ترجمہ شعر فارسی) نقش بندیہ عجب قافلہ سالار ہین کہ اپنے قافلہ کو پوشیدہ راستہ سے حرم مین لیجاتے ہین -

اے سعادت آثار - اس بیان سے کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ یہ اوصاف طریقۂ نقش بندیہ کے تمام استادون اور شاگردون کو حاصل ہوتے ہین - ہرگز نہین - بلکہ یہ اوصاف مخصوص اس طریقہ کے اُن اکابر سے ہین جو اپنا کام نہایۃ النہایہ تک پہونچا چکے ہین اور مبتدیون سے مراد وہ مبتدی ہین جو ایسے اکابر کے ساتھ نسبت ارادت درست رکھتے ہون اور پورے آداب بجا لاتے ہون - انتہا کا ابتدا مین درج ہونا انھین مبتدیون کے حق مین ہی - ورنہ جو مبتدی کہ کسی شیخ ناقص سے تعلق رکھتا ہو اُسکی ابتدا مین انتہا مندرج نہین ہو سکتی - کیونکہ اُسکا شیخ بھی انتہا کو نہین پہونچا - مبتدی کیونکر انتہا کو پہونچ سکتا ہی - ظرف سے وہی چیز ٹپکتی ہی جو اُسمین ہوتی ہی -

اے نجابت آثار - ان بزرگون کا طریقہ اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہی اور یہ اندراج انتہا کا ابتدا مین اسی اندراج کا اثر ہی جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین حاصل ہوا تھا - کیونکہ آن حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی اول صحبت مین وہ بات حاصل ہو جاتی تھی جو انتہا مین لوگون کو کم حاصل ہوتی ہوگی۔ یہ وہی فیوض و برکات مین جو قرن اول مین ظاہر ہوتے تھے۔ ہر چند بظاہر اول سے آخر بہ نسبت درمیان کے دور ہی۔ مگر فی الحقیقت آخر اول سے بہ نسبت درمیان کے نزدیک ترہی اور اول کے رنگ مین رنگا ہوا ہی۔ متوسط اسکو یاد رکھین یا نہ یاد رکھین بلکہ بہت سے متاخرین بھی شاید اس معاملہ کی حقیقت نہ سمجھ سکین فقط سلام ہو تم پر اور تمام اُن لوگونپر جو ہدایت کی پیروی کرین اور متابعت مصطفےٰ علیہ السلام کی پابندی کرین - دونون مکتوب بلاغت اسلوب کا ترجمہ تمام ہو گیا -

اس قسم کے مکاتیب جنمین اتباع شریعت والتزام سنت کی ترغیب و تحریض دلگئی ہی - یا جن مین شرعی مسائل بیان کیے گئے ہین مکتوبات شریف مین بہت ہین -

سمجھنے والے سمجھ سکتے ہین کہ جو مضامین عالیہ ان دونون مکتوبون مین مذکور ہوے اپنے متکلم رحمۃ اللہ علیہ کے کس علو مرتبت پر دلالت کرتے ہین - یہ وہ باتین ہین جو کم کسی صوفی کے قلم سے نکل سکتی ہین -

اللہ اکبر - کیسا بلند رتبہ اور کیسا عالی حوصلہ ہی کہ فرماتے ہین "اب کسی بات کی آرزو دل مین باقی نہین یعنی مقام ولایت مین سے اب کوئی مقام ایسا نہین ہی جسکے وصول کی خواہش ہو کمالات باطنی تو ابر نیسان کی طرح برس رہے ہین - اب صرف یہ آرزو ہی کہ کوئی متروک سنت میرے ذریعہ سے رواج پا جائے اور کوئی رواج یافتہ بدعت میری کوشش سے متروک ہو جائے "

اور فرماتے ہین کہ تمام کمالات کا مدار اتباع سنت ہی اور حضرات نقشبندیہ کو دوسرے سلاسل کے بزرگون پر بھی فوقیت ہی کہ ان مین اتباع شریعت کی کیفیت غالب ہی -

بدعت سے ایسی سخت دشمنی اور سنت پر اسقدر دلدادگی ایک شعبہ تھی اس منصب تجدید کا جو حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض ہوا تھا - یہ کیفیت اگر مل سکتی ہی تو قرن صحابہ مین اور بس -

بدعت کے متعلق حضرت امام ربانی نے جو یہ لکھا ہی کہ کسی بدعت کو حسن نہ کہنا چاہیے - اور یہ کہ علماء نے یقین کو بدعت مین کچھ حسن نظر آیا ہوگا مگر مجھے تو بدعت مین کوئی خوبی نظر نہین آتی - اور یہ کہ علمائے ان کو خدا توفیق دے کہ وہ بدعت کے کسی فرد کو حسن نہ کہین - وغیرہ وغیرہ

اس مقام پر بعض کوتہ اندیش کچھ متردد ہونگے۔کیونکہ فقہاے متاخرین کی کتابون مین بدعت کی دو قسمین مذکور ہین۔ بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ اور قرون مقدسہ مین بھی بعض بعض اطلاقات ایسے پائے جاتے ہین جنکا منقسم بدو قسم ہونا مستنبط ہوتا ہی۔ مثلاً حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تراویح کے متعلق یہ فرمانا کہ نعمت البدعة یہ کیا اچھی بدعت ہے۔

پس اصل یہ ہی کہ بدعت کے دو معنی ہین ایک لغوی۔ اور دوسرے شرعی۔ بدعت کے لغوی معنی ہر نئی چیز کے ہین ۔ یہان تک کہ معنی لغوی کے اعتبار سے ایک شریعت ربانیہ کے فروع بھی باعتبار دوسری شریعت ربانیۂ سابقہ کی فروع کے بدعت کہے جاسکتے ہین۔ اور اسی معنی لغوی کے اعتبار سے بدعت کی دو قسمین ہین۔ ایک حسنہ دوسرے سیئہ۔

اور بدعت کے شرعی معنی یہ ہین کہ ہر وہ کام جو داخل فی الدین ہونے کی حیثیت سے کیا جائے اور شریعت کے اصول اربعہ یعنی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و اجماع و قیاس سے ثابت نہو۔ اس معنی شرعی کے اعتبار سے جو چیز بدعت ہوگی وہ ہرگز حسن نہین ہوسکتی اور وہ یقیناً سوا ضلالت خالص کے اور کچھ نہین ہوسکتی۔ اسی بدعت کی نسبت حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ آپ نے فرمایا من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد۔ یعنی جس شخص نے ہمارے اس کام (یعنی دین) مین کوئی ایسی بات نکالی جو اسمین سے نہین ہی وہ بات مردود ہی نیز فرمایا کل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔

اسی بدعت کی بابت حضرت امام ربانی فرماتے ہین کہ میرے نزدیک بدعت کا کوئی فرد حسن نہین ہی اور خدا علمای زمانہ کو توفیق دے کہ وہ بدعت کے کسی فرد کو حسن نہ کہین "

انصاف یہ ہی کہ اگر امام ممدوح کی ذات اقدس اس دوسرے ہزار کے شروع پر پیدا نہوتی تو صوفیون مین جو رواج بدعات کا ہو چکا تھا (الا ماشاء اللہ) اور وہ رواج روز بروز بڑھتا جاتا تھا آج شرک جلی کی حد تک پہونچ جاتا۔ تصوف کی صورت مسخ ہو چلی تھی اور اکثر ایسے لوگ باقی تھے جو حضرت مولنا روم علیہ الرحمہ کے اس شعر کے مصداق تھے ؎

ای بسا ابلیس آدم روے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

اللہ تعالی حضرت ممدوح کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی طرف سے جزاے خیر دے۔ آمین ثم آمین

میری مسجد مین صحابہ کی جس قدر کھڑکیان ہین سب بند کر دی جائین صرف ابو بکرؓ کی کھڑکی باقی رکھی جائے۔"

(۶) مرض وفات مین ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے کان مین ایک بات کہی۔ اُسکو سن کر جناب فاطمہ رونے لگین۔ پھر آپ نے دوسری بات کہی آپ ہنسنے لگین۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین نے فاطمہ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ تھا؟ اُنھون نے فرمایا کہ مین رسول اللہ کا راز فاش نہ کرونگی حضرت کی وفات کے بعد مین نے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ حضرت نے پہلے مجھسے یہ فرمایا تھا کہ جبریل مجھ سے ہر سال یک مرتبہ قرآن کا دَور کرتے تھے مگر اس سال دو مرتبہ دَور کیا۔ مین اسکا سبب یہی سمجھتا ہون کہ میری موت کا وقت قریب ہے اور تم مجھسے پہلے ملوگی۔ یہ سنکر مین رونے لگی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تم اس بات پر راضی نہین ہو کہ تم اس اُمّت کی عورتون کی سردار ہو۔ اسکو سُن کر مین ہنسی۔

(۷) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امامتِ نماز ہمیشہ خود کیا کرتے تھے۔ مرض وفات مین بھی جب تک جسم مین قوّت رہی خود ہی امامت کی لیکن جب ضعف زیادہ ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق کو اپنی جگہ امامِ نماز کر دیا۔ بعض لوگون نے کہا ہے کہ حضرت کی زندگی مین ابو بکر صدیق نے پندرہ وقت کی نمازین پڑھائین اور بعض کا قول ہے کہ سترہ وقت کی۔ سب سے پہلی نماز جس مین آپ نے حضرت صدیق کی امامت کا حکم دیا عشا کی نماز تھی۔ آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ صدیقؓ کو امام نماز کر دو۔" وہ جو باہر گئے تو حضرت صدیق ان کو نہ ملے حضرت عمرؓ ملے اُنھون نے حضرت عمرؓ سے کہدیا۔ حضرت عمرؓ نے نماز شروع کی انکی آواز بہت بلند تھی۔ حضرت نے سنی۔ پوچھا کہ کیا عمرؓ نماز پڑھا رہے ہین؟ لوگون نے کہا ہان۔ فرمایا اللہ اور مومنین غیر ابو بکر کے امام بننے سے انکار کرتے ہین۔

(۸) اسی مرض وفات مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ مین ابو بکرؓ کے لیے کچھ لکھوانا چاہتا ہون۔ تاکہ لوگ ان کے ساتھ اختلاف نہ کرین۔ قلم دوات منگواؤ۔ مگر جب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر دوات قلم لانے کے لیے چلے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور مومنین غیر ابو بکر سے راضی نہون گے۔" لہذا وہ ارادہ ملتوی رہا۔ یہ واقعہ پنجشنبہ کے دن کا ہے۔ اسکے پانچوین روز انتقال فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لکھنے کا ارادہ ہوگا مگر اسکو بمصالح ملتوی فرماکر اس مضمون کو ادا فرمایا۔ نیز یہ بھی اُسی روز ہوا کہ

کہ جب آپ نے قلم دوات مانگی تو بعض لوگون نے کہا کہ حضرت کو اس وقت تکلیف زیادہ ہی قلم دوات نہ لانا چاہیے بعض نے کہا کہ لانا چاہیے - حضرت عمرؓ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ - جب لوگون نے اختلاف کیا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے پاس اختلاف نہ کرو -

(۹) جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم سے انتقال فرمایا آپ کے گھر مین از قسم مال کچھ نہ تھا - مرض وفات مین اتفاقاً سات اشرفیان پڑی رہ گئی تھین - تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ وہ اشرفیان خرچ کر ڈالو - یہ فرما کر بیہوش ہو گئے - اور حضرت عائشہ کو بوجہ آپ کے مرض کے کچھ خیال نہ رہا - یہان تک کہ تین مرتبہ آپ نے ان کے خرچ کرنے کو کہا اور ہر مرتبہ کہہ کر بیہوش ہو جاتے تھے - یہان تک کہ حضرت عائشہ اُن اشرفیون کو نکال لائین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنے کفِ دست مبارک پر رکھکر کہا کہ محمد کا کیا حال ہی کہ وہ اپنے پروردگار سے ایسی حالت مین ملنا چاہتا ہی کہ اُسکے پاس یہ چیز موجود ہی" پس حکم دیا کہ یہ سب اشرفیان اسی وقت خرچ کر دیجائین - چنانچہ خرچ کر دی گئین - اور اُسی دن حضرت نے انتقال فرمایا -

اسی مرض وفات مین ایک شب کو حضرت عائشہ نے ایک عورت کے پاس چراغ بھیجا کہ ہمارے یہان تیل نہین ہی - تم اس مین تھوڑا سا تیل ٹپکا دو کیونکہ آج رسول اللہ علیہ سلم پر حالت نزع طاری ہی -

(۱۰) وفات سے تین دن پہلے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ تعالی کی طرف سے مزاج اقدس کی کیفیت پوچھی - حضرت نے فرمایا بیمار ہون - پھر دوسرے دن وہ آئے تو حضرت نے یہی جواب دیا - پھر وہ تیسرے دن آئے تو اپنے ساتھ ملک الموت کو بھی لیتے آئے اور حضرت سے کیفیت مزاج مبارک کی پوچھی حضرت نے پھر وہی جواب دیا اور پوچھا کہ تمھارے ساتھ یہ کون ہی ؟ حضرت جبریل نے کہا کہ یہ ملک الموت ہین - ملک الموت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے حق تعالی نے آپ کی خدمت مین بھیجا ہی اور حکم دیا ہی کہ مین آپ سے اجازت قبض روح کی مانگون اگر اجازت ملے تو قبض کرون ورنہ جو آپ کا حکم ہو بجا لاؤن - حضرت جبریل نے کہا کہ یا رسول اللہ حق تعالی آپ کا مشتاق ہی - یہ سنتے ہی حضرت نے فرمایا کہ اے ملک الموت تمھارا جو کام ہی اسکو شروع کر دو - حضرت جبریل نے کہا کہ یا رسول اللہ اب زمین مین میرا آنا ختم ہو گیا کیونکہ اب میرا کوئی کام یہان باقی نہین رہا -

پس حضرت عزرائیل نے اپنا کام شروع کر دیا اور حضور کو سکرۃ الموت کی کیفیت محسوس ہونے لگی۔ ایک پیالہ پانی سے بھروا کر حضرت نے اپنے قریب رکھ لیا تھا۔ بار بار اپنا دست مبارک پانی میں ڈبو کر چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہی گھر میں اور میری ہی باری کے دن وفات پائی۔ بوقت وفات بار بار حضرت دو چیزوں کی وصیت فرماتے تھے۔ ایک نماز کی، دوسرے لونڈی اور غلاموں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کی۔ اور بوقت وفات آپکا سر مبارک میری زانو پر تھا"

جب قبض روح شروع ہوا تو حضرت کی زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا اللھم الرفیق الاعلیٰ (یعنی یا اللہ مجکو رفیق اعلیٰ سے ملادے) بوقت وفات حضرت کی عمر شریف ترسٹھ [۶۳] برس کی تھی اور اس عمر میں حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی وفات پائی تھی۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایک ایسا عظیم الشان حادثہ تھی کہ اسکا برداشت کرنا بشر کی طاقت سے باہر تھا۔ اس حادثہ کو جیسا کہ حق برداشت کرنے کا ہے حضرت ابوبکر صدیق نے اور اُنکے بعد حضرت عباس نے برداشت کیا۔ ان دونوں کے علاوہ اور سب کی حالتیں متغیر ہو گئی تھیں۔ کوئی اُن میں ایسا نہ تھا جو اپنے ہوش میں ہو۔ کوئی ایسا تھا کہ اُسکی زبان بند ہو گئی تھی کوئی ایسا تھا جسمیں حس و حرکت باقی نہ تھی۔ اسی جوش کے عالم میں حضرت فاروقؓ نے یہ فرمانا شروع کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی وہ اپنے پروردگار کے پاس تشریف لے گئے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام (کوہ طور پر) گئے تھے عنقریب اپنے پروردگار کے پاس سے واپس تشریف لاکر اُن لوگوں کو سزا دینگے جو آپ کی وفات بیان کرتے ہیں"

(۱۱) جس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حضرت ابوبکر صدیق اپنے بیاہے قیام مقام سخ میں تھے۔ جب وہ وہاں سے آئے تو اُنھوں نے سنا کہ حضرت کی وفات ہو گئی۔ پس وہ اندر تشریف لے گئے اور آپکے چہرۂ اقدس سے چادر ہٹا کر جبین مبارک پر بوسہ دیا اور کہنے لگے طبت حیا و میتا یعنی آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور بعد وفات بھی پاکیزہ ہیں۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت فاروق اعظم کی یہ حالت ہے۔ فرمایا کہ اے عمر آہستہ رہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔

اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیق منبر پر کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا آگاہ ہو جاؤ۔

جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے ہون اُنکو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی - اور جو لوگ اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہون تو بیشک اللہ زندہ ہی اُسکے لیے کبھی موت نہین - چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے انک میت و انھم میتون یعنی اے نبی تم بھی مرنے والے ہو اور یہ لوگ بھی مرنیوالے ہین اور نیز فرمایا ہی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم - یعنی محمد بھی ایک رسول ہین ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے، کیا اگر وہ مرجائین یا قتل کر دیے جائین تو تم مرتد ہو جاوٗ گے ؟"

اس خطبہ نے لوگون کے دلون پر وہ اثر کیا کہ حد بیان سے باہر ہی - وہ خود رفتگی کی حالت لوگون کے دلون سے زائل ہوئی اور ہر ایک اپنی جگہ ہوش مین آگیا -

(۱۲) بعض لوگون کو حضرت کی وفات مین شبہہ تھا تو حضرت اسماء نے آپ کے شانۂ مبارک کے درمیان مین ہاتھ رکھکر کہا کہ حضرت کی وفات ہو گئی مہر نبوت جو آپ کے دونون شانون کے درمیان مین تھی اب نہین ہی"

(۱۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا کام جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا - وہ خلافت کا انتظام تھا - اس انتظام سے فارغ ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوے حضرت کے غسل مین کچھ اختلاف ہوا - بعض لوگون کی یہ رائے ہوئی کہ غسل نہ ہونا چاہیے کیونکہ حضرت کا جسم اقدس طاہر و اطہر ہی حاجت غسل کی نہین - اور بعض لوگون نے کہا کہ غسل ضرور ہونا چاہیے - ایک آواز سُنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ حضرت کو غسل نہ دینا چاہیے - مگر صحابۂ کرام نے کہا کہ ہم ایک آواز کی بنا پر جسکی حقیقت ہمکو معلوم نہین کہ یہ آواز کسکی ہی ہم سنت نبوی کو ترک نہین کر سکتے -

(۱۴) المختصر بطریق معہود و مسنون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا اور کفن پہنایا گیا - پھر نماز پڑھائی گئی اور قبر شریف مین جس کا رتبہ عرش اعظم سے بھی بالاتر ہی آپ کا جسم مبارک رکھدیا - جس وقت صحابۂ کرام آپ کو دفن کر کے لوٹے اُس وقت کی حالت کیا بیان کی جا سکتی ہی - ایک آفتاب تھا کہ چھپ گیا -

حضرت انس فرماتے ہین کہ جس روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے تشریف لائے تھے اُس روز مدینہ کے تمام در و دیوار روشن تھے اور جس روز ہمنے حضرت کو دفن کیا تمام در و دیوار تیرہ و تار تھے -

جب صحابہ کرام آپ کو دفن کر چکے تو حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ لوگون کے دل نے کس طرح

گوارا کیا کہ آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس واطہر کو مٹی کے نیچے دبا دیا - حضرت علی نے جواب دیا کہ اس امر سے چارہ نہ تھا "

(۱۵) اب وہ جمال جہان آرا تو ظاہرین آنکھون سے حجاب مین ہی - مگر آپ کی قبر اقدس واطہر کی زیارت اب بھی باقی ہی - اللہ تعالی کا شکر واحسان ہی کہ اس نعمت عظمی کو اُس نے قائم رکھا - آپ کی قبر شریف کی زیارت افضل مستحبات مین ہی بلکہ بعض محققین نے اسکو واجبات مین شمار کیا ہی - زیادہ تفصیل اسکی علم الفقہ جلد پنجم مین ہی

(۱۶) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب مین اکثر سعادت مندون کو نصیب ہوتی ہی اور یہ خواب اعلی درجہ کی نعماے آلہی مین ہی - یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہی کہ شیطان آپ کی شکل نہین بن سکتا - لہذا جب کوئی آپ کو خواب مین دیکھے اُس نے دراصل آپ ہی کو دیکھا -

صحیح مسلم مین ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب مین دیکھا اُس نے فی الواقع مجھے دیکھا - نیز صحیح مسلم کی دوسری روایت مین ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب مین دیکھا اُس نے مجھی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہین بن سکتا -

محدثین نے اس مقام پر اختلاف کیا ہی - بعض لوگ کہتے ہین کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اصلی صورت مین دیکھے تو بیشک اس حدیث کا مصداق ہی - محمد بن سیرین سے جب کوئی شخص یہ خواب بیان کرتا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی تو وہ پوچھتے تھے حلیہ بیان کر - اگر وہ آپ کی اصلی صورت کے خلاف بیان کرتا تو وہ کہتے کہ تو نے حضرت کو خواب مین نہین دیکھا -

کلیب کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہی اُنھون نے کہا کہ حلیہ بیان کرو - مین نے کہا کہ آپ کی شکل بالکل ایسی تھی جیسی حضرت حسن بن علی کی ہی - حضرت ابن عباس نے کہا بیشک تم نے حضرت کو خواب مین دیکھا ہی -

اور بعض محدثین اس امر کے قائل ہین کہ حضرت کو اگر اصلی صورت مبارک کے خلاف بھی خواب مین دیکھا جائے تو بھی وہ خواب سچا ہی مگر اصلی صورت کے خلاف دیکھنے مین کوئی تعبیر خاص ہوا کرتی ہی - ان لوگون نے اپنا مقصد احادیث سے ثابت کیا ہی - دوسری احادیث مین صاف صاف وارد ہوا ہی کہ حضرت نے فرمایا مین ہر صورت مین دکھائی

دیتا ہون - یہی قول صحیح ہے اور اسی کو اکثر علما نے اختیار کیا ہے -

خواب مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ آپ کی محبت ہی اور درود شریف کی اور آپ کے ذکر پاک کی کثرت - درود شریف کی کثرت کو اس بارے مین بڑا دخل ہے - کتب سیر مین سلف صالحین کی بہت سی حکایتین اس کے متعلق منقول ہین - بڑی بڑی شاقہ ریاضتین اور عبادتین خاص اسی مقصد کے لیے کی جاتی تھین کہ کسی طرح اُس جمال جہان آرا کی خواب ہی مین زیارت ہو جائے - اِن حضرات کے تجربہ سے معلوم ہوا کہ درود شریف سے بہتر اسکا کوئی ذریعہ نہین ہی -

بعض صالحین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور آپ نے حالت خواب مین اُنکو کوئی چیز عنایت فرمائی اور بیدار ہونے کے بعد وہ چیز اُن کو موجود ملی - بعض لوگون نے دیکھا کہ حضور نے اُن کو چادر مرحمت فرمائی - جب بیدار ہوے تو دیکھا کہ وہی چادر موجود ہے - اور بعض لوگون کو آپ نے قلم عنایت کیا بیدار ہونے پر دیکھا کہ وہ قلم موجود ہی - بعض لوگون کو حضرت نے خواب مین کچھ کھلایا - بیدار ہونے پر اُنھون نے اُس کھانے کا مزہ اپنی زبان پر موجود پایا - یہ واقعات قریب تواتر کے پہونچ گئے ہین -

علما نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھے اور یہ دیکھے کہ آپ نے اُسے کوئی حکم دیا ہی - تو اُس کو لازم ہی کہ اُس حکم کو شریعت مقدسہ پر منطبق کر کے دیکھے - اگر مطابق پائے تو اُس پر عمل کرے ورنہ سمجھ لے کہ میرے سمجھنے مین کچھ غلطی ہوگئی - کیونکہ آپ کا کوئی حکم مخالف شریعت نہین ہو سکتا -

اب مین اس رسالہ کو ختم کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ حق تعالی اس نعمت عظمی سے مجھ کو اور جمیع برادران ایمانی کو مشرف و ممتاز فرمائے - آمین -

سیرت نبوی

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

...معرفت ہر مسلمان پر لازم ہی۔ سیرت اجمالی کا جاننا تو فرض عین ہی۔ اور سیرت تفصیلی کا جاننا موافق اپنی ...یس کے استحباب و افضلیت کے درجے مین ہی۔

سیرت اجمالی کے جاننے بغیر تو ایمان ہی ناقص رہتا ہی اور سیرت تفصیلی کا یہ حال ہی کہ جس قدر تفصیل ...دہ ہوتی جائے گی اُسی قدر آپ کی محبت دل مین جاگزین ہوگی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے علم ...بغیر قرآن کریم کے مطالب بھی بعض مقامات مین سمجھ مین نہین آ سکتے۔

ان تمام ضرورتون سے قطع نظر کرکے اپنے محبوب و مطاع کے حالات کی معرفت فطرۃً ہر شخص کو مرغوب ہوتی ہی ...ایہ مختصر رسالہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین لکھا گیا۔ چاہیے کہ اس قدر سیرت سے ہر مسلمان واقف رہے۔ کیا ...ا ہو کہ مسلمان اپنے بچون کو اس قدر مضامین سیرت کے حفظ کرا دینے کا التزام کرلین۔

اگر مسلمان یہ التزام کر لیتے کہ اپنے بچون کو جب تک عقائد ضروریہ اور سیرت نبوی کی تعلیم نہ دلا لیتے ہرگز کسی ...سرے کام کی طرف متوجہ نہ ہونے دیتے تو ہرگز یہ سیلاب الحاد و زندقہ کا جو آج اُنکی بنی بنائی عمارتون کو منہدم ...ہا ہی اُن تک نہ پہونچ سکتا۔

افسوس اس وقت دنیا مین بہت ایسے مسلمان ملین گے جو سوا اسکے کہ کلمہ طیبہ مین رسولؐ کا نام اُنھون نے ...یا اذان مین سنا ہی اور کچھ نہین جانتے کہ آپ کون تھے۔ کہان رہتے تھے۔ آپ کی تعلیم کیا تھی۔ آپ کے اخلاق ...تھے۔ بنی آدم کو آپ سے کیا کیا فوائد پہونچے۔ مخلوق خدا آپ کے ذریعہ سے کس درجۂ کمال پر فائز ہوئی۔ ...یسے اگر نام کے مسلمان کسی کے بہکانے مین آکر بے دین ہوگئے تو کیا تعجب ہی۔

اے برادران اسلام! دونون ہاتھون سے اسلام کو مضبوط پکڑو اور آثار نبوت کی حفاظت کرو ورنہ ...جزا قریب ہی اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون

ترجمۂ ازالۃ الخفا

پہلا حصہ اس ترجمہ کا شائع ہو چکا تھا اب دوسرا حصہ بھی تیار ہی جو انشاء اللہ تعالی اوائل شعبان مین روانہ ہو گا۔ دوسرے حصہ مین فصل چہارم و فصل پنجم کامل ہو گئی ہی۔

اس کتاب سے بہتر آج تک اس موضوع مین کوئی تصنیف نہین ہوئی۔ نہ صرف خلفای راشدین کی بے نظیر تاریخ، بلکہ بہت سے علوم دینیہ کا خزانہ ہی۔

ترجمہ اور شرح کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ کس قدر خوبیان اسمین ہین۔ شائقین تکمیل کتاب کا انتظار نہ کرین ورنہ قیمت تو یقیناً بڑھجائیگی اور شاید تعداد اشاعت بھی پوری ہو جائے۔

پوری کتاب تقریباً اسی (۸۰) جز مین ہی جو چار حصے کر کے روانہ ہو گی

قیمت حصہ چہارم	قیمت حصہ سوم	قیمت حصہ دوم	قیمت حصہ اول
عہ	۱۲	۱۲	سہ

راقم منیجر النجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت مولٰنا المکرم جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب لازلتم قذی المنافقین و علیہم ظاہرین آمین -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اما بعد چونکہ رسالہ **فلسفۂ عزا** جو درحقیقت یک دل ہی - ملا محمد ہارون صاحب ممتاز الافاضل (مولوی فاضل) نے لکھا ہی - اور ہمین پہلی ہی سے معلوم ہی کہ برعکس نہند نام زنگی کافور - اور یہ بھی معلوم تھا کہ ملا جی کس پانی مین ہین - اس لیے ارادہ نہ ہوا کہ اسپر کچھ لکھا جائے - کیونکہ میرزا حیرت دہلوی نے ملا صاحب اور اُنکے معاونین کی حیرت غایت کو پہونچادی ہی - اور یہ تو ظاہر ہی کہ یہ لوگ بے دلیل جھگڑا کرتے ہین - چنانچہ اس تحریر سے بھی اچھی طرح واضح ہو جائے گا - ہمین ملا صاحب سے اُمید قوی ہی کہ وہ اپنے قول کے موافق ٹھنڈے دل سے اس کو دیکھین گے اور پھر انصاف سے جواب دینگے - اگر وہ بات قرینہ کی کہین گے تو ہم بھی جواب دینے کے لیے مستعد ہین -

رسالہ فلسفۂ عزا پر ایک سرسری نظر

قال اللہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین

خداوند عالم اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہی کہ اے مسلمانو! اے وہ لوگو جو مومن کہلاتے ہو - پوری طرح سے پکے مسلمان ہو جاؤ - اور شیطان کے قدمون کی پیروی مت کرو - اور اُسکے مطیع مت بنو - وہ تو تمھارا کھلا دشمن ہی اس آیت ہدایت آثار مین حکم ہوا ہی کہ ہر مسلمان - ہر مومن کو چاہیے کہ اسلام کے احکام - اوامر و نواہی کا پوری طرح پابند ہو - اور جہان تک ہوسکے خدا اور رسول کی پیروی مین کوتاہی نہ کرے اور جو بات شریعت مین نہ ہو اُسکو شریعت یا دین یا عبادت سمجھکر ہرگز عمل نہ کرے - ورنہ یہی شیطان کی اتباع ہی - اور اسی کو شرک فرمایا گیا ہی

اَمْ لَہُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَہُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ (کیا اُنکے خدا ہین جنھون نے نئی شریعت بنائی جس کا حکم اللہ نے نہین دیا)

اسی کو **بدعت** کہتے ہین کہ وہ دین مین نئی بات ہی - جس کی بابت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَہُوَ رَدٌّ اِخرجاہ (جسنے اس دین مین نئی بات نکالی جسے ہمنے نہین کہا وہ مردود ہی)

اور ایک حدیث مین ارشاد فرمایا ہی - کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَّ کُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ (اخرجہ مسلم) -

ما مگر افسوس اُن مسلمان بھائیون پر جنھون نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیا - اور سنت رسول اللہ سے اعراض کیا اقوال صحابہ واہل بیت کو ایک تماشہ و کھیل سمجھ لیا - اہل بیت کی اتباع سے غرض رکھتے ہین - نہ سنتِ رسول پر عامل - اور قرآن شریف سے تو کوسون بلکہ مرحلون دور ہین - ہمیشہ عیب گیری و فحش گوئی انکا شیوہ ہی اور ہر وقت خلاف شرع مسلمانون کو تباہ و برباد کرنا اُنکا مقصد اصلی ہی - ورنہ کیا وجہ ہی کہ وہ لوگ اپنے اماموں کی طرف رجوع نہین کرتے کیا سبب ہی کہ جنکو اپنا پیشوا کہتے ہین اُن کی باتون پر عمل نہین کرتے - حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے جس شد و مد سے بدعت کو رد فرمایا ہی اُسکی کچھ انتہا نہین - آپنے فرمایا کہ " جو شخص بدعت کرے گا اُس کا کوئی گناہ نہ بخشا جائیگا اور وہ شخص جنت کے قابل نہین ہی " - (نہج البلاغۃ) مگر کیا مدعیان محبت اہل بیت اسپر عمل کرکے اپنے دعوے کی تصدیق کر سکتے ہین ؟ اگر سچے محب ہین (اور ایسا ہی ہونا چاہیے) تو اُن کو لازم ہی کہ اس حکم پر عمل بجا لائین اور خلاف شرع کامون سے پرہیز کرین -

منجملہ اُن بدعات کے ایک **بدعتِ عزا** ہی جو ہزارون برائیون کا منبع ہی - اور جس سے مسلمان نحوست - ادبار - تنزل - جہالت - قساوت - فلاکت - حماقت - وغیرہ شرمناک عیوب سے منسوب کیے جاتے ہین - جس سے اہل بیت نبی علیہ وعلیہم السلام کی عزت و حرمت مین نقص ہوتا ہی - جس سے آل عبا کی بحرمتی کیجاتی ہی جس سے بزدلی اور عورتون کا قابل شرم شیوہ رونا پیٹنا چیخنا چلانا نوحہ کرنا پایا جاتا ہی - اور جس سے خدا عزوجل پر بھی حملے کیے جاتے ہین اُسکو بیرحم - قاسی - (نعوذ باللہ) بنایا جاتا ہی - اور اسی بہانہ سے بت پرستی اور گور پرستی کی جاتی ہی جسکے لیے جناب امیر المومنین علی مرتضی کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ اسکا نشان تک مٹا دین اور کوئی قبر نہ پوجی جائے - چہ جائے کہ اُسکی (قبر کی) تصویر کو محبان علی کار عبادت و ثواب خیال کرین اور اُسپر اپنے ماتھے رگڑین - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا -

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے کہ اس بدعت سیئہ کا ثبوت نہ کسی امام سے مل سکتا ہی نہ صحابی سے چہ جائے کہ کتاب و سنت سے اُسکا پتہ لگے - اُس مین تو صاف بدعت کی حرمت بیان فرمائی گئی ہی -

اصل مبحث پر گفتگو بہت طولانی ہی - جسکو یہ چند صفحات ناکافی ہونگے مگر یقیناً سمجھ لینا چاہیے کہ فقط شہادت حسین علیہ السلام ہی کا قصہ سخت نہین ہی بلکہ اگر درحقیقت کسی کی عظیم الشان شہادت ہی تو وہ اُن حضرات کی شہادت ہے

جنھون نے فقط اسلام کی خاطر - رسول مقبول کی حمایت مین اپنی جانین قربان کر دین - جیسے حضرت حمزہ اور حضرت
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما اور وہ لوگ جنھون نے اسلام مین بہت فتوحات کیے اور مسلمانون کی حفاظت کی جیسے امیر
المومنین عمر فاروق اور حضرت عثمان اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم - مگر ان حضرات کی شہادت کے موقع پر وہ سازوسامان
کبھی نہین کیے جاتے جو حضرت حسین کی شہادت کے موقع پر کیے جاتے ہین -

اگر حقیقت حال پر نظر کیجائے تو کوئی بڑا جھگڑا نہ تھا سوا اسکے کہ اہل کوفہ نے حضرت ریحانہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کو بلوا کر دغا کی اور باوجودیکہ وہ یزید کے پاس جانا چاہتے تھے مگر مکارون نے اُن کو شہید کر دیا -

اس واقعہ پر اس قدر طوفان بے تمیزی مچانا اور بے فائدہ مسلمانون کو نشانہ ملامت بنانا کسی اہل ایمان اور محب
رسول وآل رسول کا کام نہین ہو سکتا ہی؟

ملا محمد ہارون صاحب نے اپنے رسالہ فلسفۂ عزا مین اولاً تمہید بہت لمبی چوڑی لکھی ہی - جسمین یہ دعوی کیا ہی کہ
"تعزیہ سازی - نوحہ - ماتم - اور سینہ پیٹنے سے تمدن - روحانیت - پرہیزگاری وغیرہ وغیرہ زیادہ ہوتی ہی"

کاش ملا صاحب کچھ تو فکر کرتے کہ فضول عورتون کی طرح ٹسوے بہائے اور ہو - ہا - کرنے سے دین ودنیا
کی خرابی کے سوا کیا فائدہ ہوتا ہی؟ اگر آپ کو اپنا مدعا ثابت ہی کرنا تھا تو وہ ائمۂ ہدی کے حالات سے ثابت کرتے کہ فلان
امام نے تعزیہ بنایا - صورتِ ضریح بنائی - اور یہ ہیئت کذائی کالے کپڑے پہن کر سر و پا برہنہ کسی مصنوعی کربلا مین گئے
یا اُنھون نے مرثیہ خوانی کی مجلس منعقد فرمائی - جسمین بے نماز - فاسق - افیونی - شرابی - گلے بازیان کرتے اور اشعار
سناتے تھے - یا کہ وہ ان ذاکرین کی طرح مجلسین پڑھتے تھے جسمین سوا لوگون کے دماغ پریشان کرنے اور بیہودہ گوئی
کے کوئی کلمۂ آیت یا حدیث یا قول ائمہ بیان نہین کرتے تھے - تو شاید آپکا مدعا ثابت ہوتا -

افسوس اور ہزار افسوس ہی کہ ایسی صریح بدعت جس سے تمام ائمہ کو نفرت تھی - جسکو سب موجب فسق وضلالت شمار
کرتے تھے - عبادت اور روحانیت سے تعبیر کیجائے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

ملا صاحب فرماتے ہین کہ جس زمانہ سے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث کی ارواح (روح) نے انکے ہیولانی
جسم مین قیام کیا ایک حد تک اُسے بہت بے چینی تھی کیونکہ بری جگہ پھنسائے گئے تھے آخر گھبراہٹ کا نتیجہ یہ ہوا کہ
بیشمار اول قول زبان پر جاری کیے - اور وہی اقوال لایعنی لوگون نے یاد کر لیے - جسے برابر دہرائے جاتے ہین -

ہزار سمجھاؤ ہزار دلیلین پیش کرو ایک نہین سنتے۔ سنے کون۔ وہ ناحس کے دماغ مین روحانیت کا کچھ مادہ بھی ہو جس نے اُس سے پہلے قطع تعلق کر لیا ہی۔ وہ کیا سمجھ سکتا ہی۔ اب ایک رٹ لگی ہوئی ہی کہ صاحب (۱) ذکر مصائب امام حسین علیہ السلام بدعت ہی۔ (۲) اقامت عزا بہ ہیئت طریقۂ خاصہ سے موجب اسراف ہی۔ (۳) بیان مصائب آل عبا باعث ہتک ہی (۴) تعزیہ رکھنا بت پرستی ہی۔ (۵) اس شان سے تعزیہ اُٹھنا باعث فواحش ہی۔ یہ وہ سوالات ہین جو حضرت شاہ عبدالعزیز کے وقت (یا اُس سے کچھ قبل و بعد) اسوقت تک برابر چلے آتے ہین۔ جن کے ہزارون جوابات کتابون مین دیے گئے اور ہزارون دفعہ ان لوگون کو سمجھایا گیا مگر "کتے کی دُم ٹیڑھی" پھر ہر سال وہی خیالات لے کر کھڑے ہو جاتے ہین اور عوام فہمی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین اور کمر باندھ لیتے ہین۔ حالانکہ اگر یہ لوگ ذرہ برابر عقل سے کام لین تو انکو معلوم ہو جائے گا کہ یہ خیالات کس قدر لغو اور یہ سوالات کتنے بودے ہین۔ جو بغیر جواب کے حل ہو جاتے ہین چہ جائیکہ کوئی شخص اُنکے جواب دینے یا لکھنے کی تکلیف گوارا کرے۔ لیکن سمجھنے کے لیے اس قدر کہدینا ضروری معلوم ہوتا ہی کہ اُمور مذکورۂ بالا بالکل مردود ہین جسکی وجہ ذیل کی تحریر سے معلوم ہوگی۔ (م۔ح)

اس جگہ جس قدر طولانی تقریر کی گئی ہی اگر اس کا خلاصہ کیا جائے تو تین چار سطرون مین آ جاتا ہی۔ مگر ملا صاحب نے فضول طول دیا ہی۔ ہمین فحش کلامی سے کچھ سروکار نہین۔ نہ اہل علم کی یہ شان ہی کہ مقام استدلال مین فحش بول کر خوش ہون۔ لہذا ہم اس تقریر مین جو فحش کلمات ہین اُن سے تعلق نہ رکھین گے۔ یہ اُنھین کو مبارک ہون۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم نے پانچ اعتراضات (بقول ملا صاحب) تعزیہ سازی وغیرہ پر کیے۔ اور ملا جی سمجھتے ہین یہ دلیل بھی بہت مناسب ہی۔ جس طرح شیعہ اثنا عشر ائمہ کے لیے بروج وغیرہ سے استدلال کرتے ہین۔ یہ پانچ اعتراضات شیعہ ہرگز ہرگز اُٹھا نہین سکتے کیونکہ آل عبا کے عدد پر ہین۔ اور اگر اُنھین اُٹھانا چاہینگے تو محبت فقط نام کی ہوگی۔ ایسی صاف دلیل کو معلوم نہین کیون رد کرنے لگے ہین کیا آل عبا کا کچھ بھی پاس نہین ہی۔ ملا صاحب نے اسکے جوابات تین طرح سے دیے ہین۔

ایک۔ چونکہ معترضین مین روحانیت نہین ہی۔ اس لیے وہ نہین سمجھ سکتے کہ تعزیہ داری مین کیا فائدہ ہی۔ مگر اہل فہم سمجھ سکتے ہین کہ یہ کوئی بڑا دعوی نہین ہی۔ بلکہ جہلا اس سے بڑھکر کہا کرتے ہین۔ اور ہر ضال و محق اس جواب سے برابر فائدہ اُٹھا سکتا ہی۔

دوم جواب یہ بتایا کہ اس کے ہزارون جواب ہو چکے ہین" حالانکہ یہ بھی دو وجہ سے مردود ہی۔ ایک یہ کہ جب جواب ہو چکے تھے تو آپ کو اتنی لمبی چوڑی تقریر بگھارنے سے کیا فائدہ ہی۔ تحصیل حاصل کی تکلیف کیون انگیز فرمائی۔ دوسرے یہ کہ بھلا یہ بھی کوئی علمی جواب ہی کہ " اسکے ہزارون جواب ہو چکے ہین" اگرچہ یہ خلاف واقع کیون نہ ہو۔ اس لیے کہ آپ کی گھبراہٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ قطعاً اسکے جواب نہین ہوے۔ اور نہ ہو سکتے ہین۔ کیونکہ آپ بھی باوجود مولوی فاضل ہونے کے گھبرا گئے اور کچھ جواب بن پڑا۔

تیسرا جواب یہ دیا ہی کہ " کہ یہ خیالات کس قدر لغو ہین کہ بغیر جواب کے حل ہو جاتے ہین۔ اور یہ سب مردود ہین" بہت خوب۔ ملا صاحب نے عوام کے لیے یہ دلیل عجیب قائم کی کہ جب کسی بات کا جواب دینا ہو تو اسی طرح کہدینا چاہیے کہ اس بات کا بغیر رد کیے جواب ہو جاتا ہی اور یہ تو مردود ہی۔

ہمین افسوس اور سخت افسوس ہی کہ اگر اس کلام کا قائل کوئی بازاری ہوتا تو جاے حیرت نہ تھی۔ مگر اتنے بڑے ممتاز الافاضل و مولوی فاضل قبلہ ایسا فرمائین تو باعث رنج وغم ہی (کیا اسکو بھی عزا یا ذکر مصائب ہی کہین گے) پھر ملا صاحب کا یہ کہنا کہ " جسکی وجہ ذیل کی تحریر سے معلوم ہوگی" سراسر غلط ہی۔ اس لیے کہ کسی کی وجہ بھی نہین بیان کی گئی۔ بلکہ پانچوین اعتراض کے جواب کا نام تک نہین لیا۔ اور ہر جواب مین یہی طریقہ اختیار کیا ہی جسکو ہم لکھ چکے۔

پھر لکھتے ہین۔ " امر اول یعنی کہ ذکر مصائب امام حسین علیہ السلام بدعت ہی اور اسی سوال مین یہ سوال ہے کہ حضور والا آخر یہی کیون بدعت ہی (۱) آپکا دونون وقت قورمہ کھانا کیون بدعت نہین۔ (۲) آپکا مرغ پلاؤ کھانا کیون بدعت نہین۔ (۳) آپکا کوٹ پتلون پہنتا کیون بدعت نہین (۴) آپکا نواڑ کے پلنگ پر دراز ہونا کیون بدعت نہین۔ (۵) آپکا مولود کی محفلین کرنا کیون بدعت نہین۔ (۶) آپکا تراویح پڑھنا کیون بدعت نہین۔ (۷) آپکا رات بھر پڑے سویا کرنا کیون بدعت نہین۔ (۸) آپکا اذان مین الصلوۃ خیر من النوم کہنا کیون بدعت نہین۔؟۔ اگر یہ تمام امور بدعت ہین تو ذکر مصائب امام حسین علیہ السلام بھی بدعت ہے اور اگر یہ امور بدعت نہین تو اسے بھی انھین پر قیاس فرمائیے۔ کیا معنی کہ جو بات عہد رسول مین نہ تھی اُسے بجا لانا اگر بدعت ہی تو یہ جملہ امور مذکورہ صدر بدعت ہین۔ پس براہ مہربانی آپ اپنی بدعتون کو ترک کیجیے ہم بھی اپنی بدعت کو ترک کر دینگے بشرطیکہ اسکا بدعت ہونا ثابت ہو" (ص ۱۳)

اس جگہ بھی رنج و افسوس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ ملا صاحب اس طرح بے جوڑ باتین کر رہے ہین جس سے انکا

علم خود جھینپتا ہی - اور اہل علم کو تعجب ہوتا ہی - کہ یہ طریقۂ استدلال بالکل انوکھا ہی - جبکا وجود حضور کی ذات والاصفات سے متعلق ہی -

اس عبارت مین بہت سے اغلاط ہین - اوؔل یہ کہ بدعت کی حقیقت اور تعریف سے ملا صاحب بے بہرہ ہین اگر آپ کسی کتاب حدیث یا لغت کے مطالعہ کی تکلیف گوارا فرماتے تو اس قدر آپ کو شرمندہ ہونا نہ پڑتا - اور اہل علم کے نزدیک یہ کہکر قابل مضحکہ نہ بنتے کہ " جو بات عہد رسول مین نہ تھی اُسے بجا لانا بدعت ہی " حالانکہ بدعت کی تعریف خود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمائی ہی - مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ - یعنے جس نے دین مین وہ بات نکالی جسے ہمنے نہین بتایا وہ مردود ہی - اور دوسری جگہ فرمایا - كُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ - کہ ہر کام جو دین اور عبادت شمار کیا جائے اور کتاب و سنت سے اُسکا پتہ نہ لگے وہ بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہے -

اس سے صاف طور پر واضح ہوگیا کہ بدعت کے لیے نئی بات ہونے کے علاوہ ایک شرط یہ بھی ہی کہ وہ دین اور عبادت سمجھی جائے - اور اگر نہ دین سمجھی جائے نہ عبادت اور نہ امید ثواب - بلکہ ایک دنیاوی امر خیال کی جائے اور شریعت سے اُسکی صاف ممانعت نہ ہو تو وہ ہرگز بدعت نہین ہی - پس تعزیہ سازی وغیرہ سب بدعت ہی - کیونکہ دین اور عبادت سمجھا جاتا ہی - اور اس مین نوحہ اور ماتم ہوتا ہی - جو حرام ہی - نیز ہزارون اور بدعتین ہوتی ہین - جنکی تعداد مشکل ہی - اور یہ آٹھ امور جو آپ نے بیان کیے انکو ہر شخص جانتا ہی کہ نہ یہ دین سمجھکر کیے جاتے ہین نہ عبادت اور اگر بعض عبادت ہین تو اُسکا ثبوت شریعت سے موجود ہی - کما سیظہر علیک -

دوؔم - سائل کے سُوال کا جواب نہ دینا بلکہ اُس سے سُوال بیجا کرنا اہل علم وفہم کی شان سے بعید ہی اور از خرد بعید ہی - کاش مُلّا صاحب آداب مناظرہ سے واقف ہوتے - جس سے یہ قباحت درپیش نہ ہوتی -

سوؔم ذرا اس تناقض صریح کو دیکھیے گا کہ اپنے کلام مین ایک جگہ تو ارشاد کرتے ہین " اگر یہ تمام امور بدعت ہین تو ذکر مصائب بھی بدعت ہی " اور دوسری جگہ فرماتے ہین " بس مہربانی کرکے آپ اپنی بدعتون کو ترک کیجیے ہم بھی اپنی بدعت کو ترک کرینگے بشرطیکہ اُسکا بدعت ہونا ثابت ہوجائے " اس جگہ خلاف اُس قول کے کہہ رہے ہین کہ اگر تم بدعت کہو کبھی تو بھی ہم بدعت نہ کہین گے اور نہ چھوڑین گے - اور پہلی جگہ اقرار کر آئے ہین کہ تم

اسے بدعت کہو ہم اُسے بدعت کہین گے - یہ سراسر تعصب نہین تو اور کیا ہی- اس سے بڑھکر تناقض کیا ہوگا
کہ کسی ایک بات کو ایک جگہ ہان کہنا اور اُسی کو پھر نہ ماننا -

چہارم - یہ کون سی بات ہی کہ کوئی شخص بدعت کرتا ہو یا فی الحقیقت نہ کرتا ہو تو آپ کا فعل بھی اُسکے ساتھ معلق ہو- اس طرز استدلال پر بھی تعجب ہی- حق بات کا تسلیم کرنا اسی کو کہتے ہین کہ ناحق کٹ حجتی کرنا- اور آپکا یہ کہنا کہ "اگر یہ امور بدعت نہین تو اسے بھی اُنھین پر قیاس فرمائیے" عجب قیانوسی بُرہان ہی جسے دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہی- اے جناب یہ کونسا لزوم ہی کہ اگر یہ امور بدعت نہین تو آپکا فعل بھی بدعت نہو- آخر دونوں مین کون سا لزوم ہی؟ اُسے بتلائیے - اور نسبت کیا ہی؟ پھر اگر خدانخواستہ کسی سُنّی نے قیاس بھی کیا کہ تعزیہ مثل اور امور کے ہے تو آپ کو اس سے کیا فائدہ؟ اس لیے کہ آپ سُنّی کے مقلد نہین- نہ آپ کے لیے قیاس حجت ہی- پھر کیون قیاس کرایا جاتا ہی-

رہے وہ آٹھون امور جن کو آپ بدعت بتلا رہے ہین مطابق آٹھ عدد پنجتن او صحابۂ ثلثہ[۱] یہ بھی شیعہ کی قوی حجت ہی اور اسکو بدعت کہنا بالکل خلاف واقع ہی- دونون وقت قورمہ کھانا- (۲) مرغ پلاؤ کھانا- (۳) کوٹ پتلون پہننا- (۴) نواڑ کے پلنگ پر دراز ہونا- یہ سب امور امور دین سے نہین ہین - اور شریعت نے ہمین ہر طرح اجازت دی ہی کہ حلال طیب کھاؤ اور پہنو- اسراف و مخیلہ یعنی تکبر سے بچو اور جو کپڑا اچھا ہو پہنو- پس ان باتون پر اعتراض کرنا سخت عقلمندی ہی اور اسکی وجہ سے حقیقت بدعت سے غافل ہونا ہی- امید ہی کہ آئیندہ ملا صاحب ایسے لچر اعتراض نہ کرین گے-

رہا امر (۵) مولود کی مجلس کے متعلق- پس وہ بدعت ہی اور اُس سے بچنا چاہیے - مگر جبکہ فقط نصیحت اور ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو یہ کسی طرح بدعت نہین- (۶) تراویح پڑھنا- اگرچہ شیعہ حضرات کتب حدیث سے بے خبر ہین اور بالکل غافل- مگر دعوے کرنے مین بڑے من چلے ہین جا ہے ثابت کچھ نہ کر سکین- خیر سنیے- جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح پڑھائی ہی- جیسا کہ صحیحین وغیرہما مین بصراحت موجود ہے در صحاح اہل سنت سے بخوبی ثابت ہی- چنانچہ ایک دو حدیثین نقل کیجاتی ہین -

---

[۱] سلمان ابوذر عمار-

(۱) عن عائشة علیہا السلام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فی المسجد فصلی بصلوته ناس ثم صلی الثانیة فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلة الثالثة او الرابعة فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبح قال رأیت الذی صنعتم فلم یمنعنی من الخروج الا انی خشیت ان یفترض علیکم وذلک فی رمضان رواہ البخاری ومسلم واحمد - وفی روایة قالت کان الناس یصلون فی المسجد فی رمضان باللیل اوزاعا یکون مع الرجل الشئ من القرآن فیکون معه النفر الخمسة او السبعة او اقل من ذلک او اکثر یصلون بصلوته قالت فامرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انصب له حصیرا علی باب حجرتی ففعلت فخرج الیہ بعد ان صلی العشاء الآخرة فاجتمع الیہ من فی المسجد فصلی بہم رواہ احمد -

(۲) وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یصل بنا حتی بقی سبع من الشہر فقام بنا حتی ذہب ثلث اللیل الخ اخرجه الخمسة وصححه الترمذی (دیکھو مشکوة المصابیح منتقی الاخبار باب التراویح صفحہ ۸)۔

خلاصہ مقصود روایت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا وحضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز تراویح پڑھائی - اور آپ کی زندگی مین صحابہ رضوان اللہ علیہم نے ایک جماعت اور متعدد جماعت سے دونون طرح ادا کی - اور چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرضیت تراویح سے خوف کرتے تھے اس لیے آپنے ہمیشہ نہین پڑھائی -

رہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ "نعمت البدعت" اس سے مراد بدعت لغویہ ہی جو ہر نئی چیز کو کہتے ہین - جس سے تراویح کا بدعت شرعیہ ہونا ہرگز ثابت نہین ہوتا -

امر سابع "رات بھر سونا اور تہجد نہ پڑھنا یہ بدعت کیون نہین؟" یہ بھی عجب اختلاط ہی اسلیے کہ فرائض کے بعد سنن مین تہجد اولی وافضل ہی - مگر "نہ پڑھنا بدعت ہی" یہ ایک بمعنی کلام ہی کیونکہ خود شریعت نے صاف طور پر کہہ دیا ہی کہ جو چاہے پڑھے اور جو چاہے نہ پڑھے - چنانچہ احادیث صحیحین وغیرہ سے ثابت ہی - حدیث اعرابی جسمین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا - لا الا ان تطوع اخرجاہ - ایک اعرابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا مجھپر سوا فرض نماز وغیرہ کے اور کوئی نماز بھی ضروری ہی؟ فرمایا - نہین مگر یہ کہ تو نفل پڑھے - الحدیث -

امر ثامن "الصلوة خیر من النوم کہنا کیون بدعت نہین؟" یہ بھی ملا صاحب کی قلت معرفت پر دلیل ہی کہ جس مسئلہ کے متعلق بہت سی احادیث صحیحہ موجود ہون انکو نہ دیکھین اور بلا علم بدعت کہنے پر تیار ہو جائین - اب حدیث الصلوة

خیر من النوم سنیے اور خواب غفلت سے بیدار ہو جائیے۔

عن ابی محذورۃ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم الاذان وقال اذا کنت فی اذان الصبح فقلت حی علی الفلاح، فقل الصلوٰۃ خیر من النوم اخرجہ ابو داؤد و ابن حبان وفی روایۃ اخری عن ابی محذورۃ عند ابی داؤد ومثلہ رواہ النسائی ایضاً بطریق اخری وصححہ ابن خزیمۃ واخرجہ ابن خزیمۃ وصححہ من طریق ابن جریج۔

روایت ہی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے کہ سکھائی مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان اور فرمایا جبکہ صبح کی اذان دو تو حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہو۔ اسکو ابو داؤد اور ابن حبان نے روایت کیا ہی اور ابو داؤد نے ایک اور روایت بھی اسی مضمون کی ذکر کی ہی۔ نیز نسائی مین ایک روایت ہی جسے ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہی۔ اور نیز ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو ابن جریج کی سند سے ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ صحیح ہی۔ اگر انکھین ہون تو کتب حدیث اہل سنت دیکھیے خصوصاً نیل الاوطار امام شوکانی جزو اول صفحہ ۳۳۸۔ مطبوعہ مصر۔

یہ حدیث اور نیز دیگر حدیث اہل سنت کثرہم اللہ تعالی صاف و صریح ہین کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہی نہ کسی غیر کا۔ پس یہ بدعت کیونکر ہو سکتا ہی۔ ہان "علی خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل" جو حضرات شیعہ نے اختراع کیا ہی ضرور بدعت و ضلالت ہی۔ جسپر اُنکے علما بھی لعنت و ملامت کر گئے مگر نہ چھوٹ سکا۔ علی ہذا القیاس اور بھی بہت سے الفاظ ہین جنکو ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین صاف طور سے لکھدیا ہی۔ من شاء فلیرجع۔

الحاصل یہ سب امور جنھین تمثیلاً پیش کیا ہی (سوا محفل میلاد کے) بدعت نہین اور نہ بدعت ہو سکتے ہین۔

اگر کہا جائے کہ جس طرح مولود کیا جاتا ہی اور وہ بدعت ہی اسی طرح مجلس عزا بھی ہونے دو۔ جواب اُسکا یہ ہی جیسا عزا کے لیے لکھا جاتا ہی اسی طرح مولود کے لیے بھی رد لکھا گیا ہی۔ اور اگر انصاف سے دیکھا جائے تو مولود کی اکثر باتین ٹھیک ہین۔ مثلاً رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک۔ اسلام کی شان و شوکت۔ نصائح وغیرہ۔ برخلاف مجالس عزا کے جس مین اسلام کی ذلت۔ اہل بیت کی بے حرمتی۔ خداوند عالم کی بے رحمی۔ فحش گوئی کے سوا کچھ بھی نہین ہی یا چند جھوٹے قصے سنائے جاتے ہین جنکا کہین نام و نشان نہین۔

مثلاً ہمین ثقہ نے خبر دی ہی کہ ذاکر مولوی مقبول احمد صاحب نے مجلس عزا مین بیان کیا کہ علامہ مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذہب مین نقل کیا ہی کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ مین دمشق مین گیا وہان کسی شخص کا نام

آل عبا یا اُنکی اولاد کے نام پر نہ تھا۔ ناگہان ایک شخص ایسا نکلا جسکا نام اہل بیت کے نام پر تھا۔ پس مین نے دریافت کیا کہ یہ تمھارا نام کیسا خلاف عام ہی۔ اُس نے جواب دیا کہ یہان کے لوگ اہل بیت کے دشمن ہین اور جو کوئی اپنا یا اپنی اولاد کا نام رکھے اُس کے بھی دشمن ہوجاتے ہین۔ اور طعنہ زنی و بدزبانی کرتے ہین "

ظاہر ہی کہ یہ قصہ بالکل بے اصل اور غلط ہی۔ اس لیے کہ مسعودی تیسری صدی کے اخیر کا آدمی ہی اور اس سے پہلے ہزارون علما ابوالحسن۔ اور۔ علی وغیرہ نام کے ہوے ہین۔ جیسا کہ ائمۂ تاریخ نے نقل کیا ہی۔ دیکھو معجم یاقوت مطبوعۂ مصر متعلق دمشق وغیرہ۔ اور اس قصہ کے الفاظ صاف بتا رہے ہین کہ ہو نہو یہ کسی تعزیہ پرست کی وضع ہی۔ ورنہ نامون سے تعصب کرنا متقدمین اہل سنت و تشیع دونون مین نہ تھا۔ خود حضرت علی مرتضی کی اولاد کے نام۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ تھے۔ اور حضرت حسن کی اولاد کے نام۔ ابوبکر۔ عمر۔ طلحہ۔ عبدالرحمٰن۔ تھے۔ جس سے معلوم ہوگیا کہ اُن لوگون کو کچھ تعصب و بغض خلفاے ثلثہ سے نہ تھا۔ کہ وہ اُنکے نامون سے پرہیز کرتے۔ ہان اختلاف آرا رہا کرتا تھا۔ مگر اتحاد مین کچھ فرق نہ تھا۔ چنانچہ واقعۂ عقد ام کلثوم اسی اتحاد کا ایک زبردست شاہد ہی۔

پھر ملا صاحب لکھتے ہین " لیکن آپ ہرگز ثابت نہین کرسکتے کیونکہ مین ثابت کردونگا کہ ذکر مصائب جناب سید الشہداء خامس آل عبا۔ سنت اللہ۔ سنت الرسول۔ سنت صحابہ۔ اور سنت تابعین و تبع تابعین ہے۔ سنت اللہ کا پتہ تو قرآن سے مل سکتا ہے۔ مگر معلوم ہی کہ قرآن مجید اپنے بیانات مین بیشتر اجمال سے کام لیتا ہی۔ جسکی تفسیر اقوال رسول و صحابہ کہتے ہین جیسا کہ آپ کے نزدیک مسلم ہی اور اگر یہ نہ مانا جائے تو وجود قرآن اُمت کے درمیان مہمل اور بیکار ٹھہرے گا اور پھر جناب عمر کا ارشاد " حسبنا کتاب اللہ " بھی بمعنی ثابت ہوگا۔ لہذا ہمارے دعوے کو تسلیم کرنا پڑے گا " (صفحہ ۱۴)

تمام اہل عقل کو تعجب ہوگا کہ خدا خود حضرت امام حسین کے ذکر مصائب فرماتا ہی اور جس طرح شیعہ چلا کر ہاے ہاے کرتے ہین اُسی طرح وہ بھی روتا ہی۔ (نعوذ باللہ) ورنہ اس کلام کے معنی ہین ؟ اور دعوی یہ کہ قرآن مین ہی۔ حالانکہ خدا نے اپنی طرف سے کچھ بھی نہین فرمایا۔ اور اس بات سے انکار کرنا شیعون کو بہت اشکال مین ڈالدیگا۔ اس لیے کہ ہشام وغیرہ علماے شیعہ خدا کے جسم ہونے کے قائل تھے۔ کما فی کتب الرجال و خصوصا کافی وغیرہ۔ پس اس اعتبار سے اُسکا رونا اسی طرح ممکن ہی۔ مگر مشکل ایک اور درپیش ہی اور وہ

شہادت کا ہونا یا نہ ہونا ہی۔ اس لیے کہ شیعہ کی روایات اور اصول کے مطابق حضرت امام حسین شہید نہین ہوے
کما فی البحار وغیرہ۔ اور اس مضمون کو حضرت علامہ مولنا مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نور اللہ ضریحہ نے اپنی
کتاب ازالۃ الغین کے دو ضخیم مجلدین مین بہت واضح طور سے ثابت کیا ہی۔ جس کا جواب آج تک حضرات شیعہ سے
نہ ہوسکا۔ اور اس کلام مین بھی چند اغلاط ہین

اولاً یہ دعوی کرنا کہ قرآن مجید اپنے بیانات مین بیشتر اجمال سے کام لیتا ہی" محض دہوکا دہی اور
بے معنی کلام ہی جو خود قرآن مجید کے خلاف ہی۔ خداوند عالم فرماتا ہی۔ وہو الذی انزل الیک الکتاب مفصلا۔ اور
دوسری جگہ فرماتا ہی۔ ہذا بیان للناس۔ یعنی یہ قرآن مجید تفصیل وار ہی اور کُھلا کُھلا ہی۔ اور ایک جگہ ارشاد فرمایا ہی
کہ قرآن مین کچھ آیتین متشابہات ہین اور اکثر بینات یعنی کھلی اور ظاہر جسمین کسی طرح کی پوشیدگی نہین۔ اور اجمال
اس بات کی منافی نہین ہی کہ اپنے مقصود کو بھی صاف طور پر نہ بیان کیا جائے ورنہ یہ ایجاز مُخل جسے اِجحاف کہتے
ہین وہ ہوجائے گا۔ بلکہ اجمال کے یہی معنی ہین کہ نہایت عمدگی اور اختصار سے اپنا مقصود بیان کردیا جائے
اور زیادہ تفصیل (جسکی غالباً ضرورت نہین ہوتی) اُسکو چھوڑ دیا جائے۔

پس اس سے بھی دعوے ثابت نہین ہوا۔ اور فی الحقیقت یہ کلام فقط دعوے ہی دعوے ہی جس کی
دلیل ملا صاحب نہ لاسکے۔ اور نہ لاسکتے ہین۔

دوم یہ کہنا کہ قرآن شریف کی تفسیر اقوال رسول وصحابہ کرتے ہین" اگرچہ اہل سنت کے نزدیک صحیح
ہی مگر اسمین دو طرح سے دھوکہ دیا ہی۔ ایک یہ کہ ہر آیت کے لیے قول رسول وصحابہ کو دیکھنا چاہیئے۔ حالانکہ
جملہ اہل سنت خصوصاً مفسرین مثل علامہ امام جریر طبری وغیرہ نے تصریح کردی ہی کہ تفسیر قرآن مین بڑی مدد
لغات عرب سے ملتی ہی۔ جب تفسیر لغت کے موافق ہو وہ صواب وصحیح ہی ورنہ باطل ہی۔ پس ہر جگہ قول صحابہ
تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہی بلکہ بعض آیات احکام کے لیے حدیث وغیرہ کی تفسیر درکار ہی۔

سوم قولہ جیسا کہ آپ کے نزدیک مسلم ہی" یہ بھی عجیب استدلال ہی۔ دعوے کی دلیل لاکر الزام دیتے
مگر دلیل آپ کو کیا مل سکتی ہی آپ کی دلیل تو "جیسا کہ آپ فرماتے ہین" ہی۔ جس سے معلوم ہوگیا کہ آپ لوگون
کا کام استدلال نہین ہی۔

چہارم قولہ اگر یہ نہ مانا جائے تو وجود قرآن اُمت کے درمیان الخ۔" عجیب اجماع نقیضین ہی۔ اسلیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول صاف دلالت کرتا ہی کہ کتاب اللہ ضرورت رفع کرنے کے لیے کافی ہی۔" اور آپ قرآن مجید کو بغیر قول رسول و قول صحابہ کے مہمل وبے کار بتاتے ہین۔ کیا یہ صریح تناقض نہین ہی؟ نیز یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ کتاب اللہ سے مراد احکام خدا ہین خواہ قرآن شریف مین ہون خواہ حدیث صحیح مین۔ اور بہر حال ہین ملا صاحب کا دعوے کہ قرآن مجید بلا الحاق قول رسول و صحابہ مہمل ٹھہرتا ہی۔ مہمل ہی۔ بلکہ یہ منتقص با حکام ہی۔ جس مین قول رسول کی ضرورت پڑتی ہی اور بس۔

پھر ملا صاحب لکھتے ہین "اب مین کہتا ہون اس ذکر مصیبت مین قرآن کا بیان اجمالی اور بکنایہ اشارہ سنیے جسکی تفسیر آپ کے امام ثعلبی صاحب مفسر قرن اوّل سے معلوم ہوتی ہی خدا تعالیٰ کچھ لوگون کے حالات بیان کرتے ہوے فرماتا ہی فما بکت علیہم السماء والارض۔ ان لوگون پر زمین وآسمان نے گریہ نہین کیا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر کچھ لوگ اس صفت کے ہین جن پر آسمان وزمین نے گریہ نہین کیا تو کچھ لوگ ایسے بھی ضرور ہین جن پر آسمان وزمین نے گریہ کیا ہی یا کرے گا۔ کیونکہ خاص لوگون پر بکاء سماوارض کی نفی بتاتی ہی کہ ان دونون مین اسکی صلاحیت ضرور ہی مگر اُن پر گریہ نہین کیا۔ البتہ ان کے علاوہ اورون پر گریہ کرتے ہین یا کر چکے یا آیندہ کرین گے۔"

اس کلام سے جس طریقہ پر اور جس لیے استدلال کیا ہی وہ عجیب دلّگی ہی۔ دعوی یہ تھا کہ ذکر مصائب امام حسین سنت اللہ ہی۔ اور قرآن سے اسکی دلیل لانے کا وعدہ تھا۔ مگر جب قرآن سے نہ پایا تو قول فلان وفلان کی طرف گئے۔ مگر اُس سے بھی سنت اللہ ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ اگر بہت ہی دب کر قبول کیا جائے کہ ہان آسمان یا زمین کا رونا ثابت ہوتا ہی۔ اس سے اور سنت اللہ ہونے سے کیا واسطہ؟

دعوی تو ذکر مصائب حسین کا تھا اور یہ کہ خدا نے ذکر کیا ہی اور دلیل رونے کی ہی اور وہ بھی آسمان وزمین کی

؎ چہ خوش گفت سعدی در زلیخا۔

نیز اس کلام کا ناقل کون ہی؟ بڑے ثقہ جو ثعلبی صاحب ہین حالانکہ یہ خود شیعہ اور وضاع اور کذاب تھے

(باقی دارد)

سمن اوزیت فماتری فی اکلہ فقال لہ ابو جعفر علیہ السلام لاتاکلہ فقال لہ الرجل الفارۃ اہون علی من ان اترک طعامی من اجلہا

قال فقال لہ ابو جعفر علیہ السلام انک لم تستخف بالفارۃ انما استخففت بدینک ان اللہ حرم المیتۃ من کل شیٔ فلا ینافی الخبر الاول لان الوجہ فی ہذا الخبر انہ اذا ماتت الفارۃ فیہ لایجوز الانتفاع بہ فاما اذا خرجت حیۃ کان الحکم ما تضمنہ الخبر الاول یدل علی ذلک مارواہ علی بن جعفر عن اخیہ موسی بن جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن فارۃ وقعت فی حب دہن فاخرجت قبل ان تموت ابیعہ من مسلم قال نعم وتدہن منہ ولاینافی ذلک مارواہ محمد بن احمد بن یحیی عن ابراہیم ہاشم عن النوفلی عن السکونی عن جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام سئل عن قدر طبخت واذا فی القدر فارۃ

قال یہراق مرقہا ویغسل اللحم ویوکل لان المعنی فی ہذا الحدیث اذا ماتت یجب اہراق القدر فاما مارواہ محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن الحسین

گھی یا روغن زیتون بھرا ہوا تھا اُسمین چوہیا گر پڑی - آپ اسکا کھانا کیسا سمجھتے ہین - تو اُس سے امام نے فرمایا کہ اسکو مت کھاؤ - اُس شخص نے کہا کہ چوہا تو میرے نزدیک ایسی سخت چیز نہین ہی کہ اسکی وجہ سے مین اپنا کھانا چھوڑ دون - اُس سے امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے یہ تمسخر[لہ] چوہیا کے ساتھ نہین کیا بلکہ اپنے دین کے ساتھ کیا - بیشک اللہ نے ہر چیز کے مُردار کو حرام فرمایا ہی "

پس یہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف نہین ہی - کیونکہ یہ حدیث اس صورت کے لیے ہی جبکہ چوہیا اسکے اندر مر جائے تو بیشک اس چیز کا کام مین لانا جائز نہین لیکن جبکہ زندہ نکل آئے تو اُسکا وہی حکم ہی جو پہلی حدیث مین بیان ہوا - اس مطلب پر وہ حدیث دلالت کرتی ہی جو علی بن جعفر نے اپنے بھائی موسی بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہی - کہتے تھے کہ مین نے ان سے چوہیا کی بابت پوچھا کہ وہ تیل کے گھڑے مین گر جائے اور قبل اسکے کہ مرے نکال لیجائے - کیا ہم اس تیل کو کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کرین؟ امام نے فرمایا ہان اور تم خود بھی اُسکو استعمال کرو - اسکے منافی وہ حدیث نہین ہی جو محمد بن احمد بن یحیی نے ابراہیم بن ہاشم سے انھون نے نوفلی سے اُنھون نے سکونی سے اُنھون نے جعفر سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہی کہ علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک دیگ پک کر اُتری تو دیکھا گیا کہ اسمین چوہیا ہی - علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شوربا پھینکدیا جائے اور گوشت دھو کر کھا لیا جائے - کیونکہ یہ حدیث اس صورت کیلیے ہی جبکہ وہ چوہیا مر گئی ہو تو اُسوقت شوربے کا پھینکنا ضروری ہی لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے محمد بن حسین سے

[لہ] یہی برتاؤ شیعون کا اپنے اماموں کے ساتھ تھا - امام مسألہ بتاتے ہین اور شیعہ صاحب اسکا مذاق اُڑا رہے ہین ۱۲

عن وہیب بن حفص عن ابی بصیر قال سالتہ عن حیۃ دخلت حبا فیہ ماء وخرجت منہ فقال ان وجد ماء غیرہ فلیہرقہ فالوجہ فیہ
ان نحملہ علی ضرب من الکراہیۃ
مع وجود الماء المتیقن وللاجل
ہذا امرہ باراقتہ ان وجد ماء
غیرہ ولو کان نجسا لوجب اراقتہ
علی کل حال **باب** سؤر ما یوکل
لحمہ وما لا یوکل لحمہ من سائر
الحیوانات - اخبرنی الحسین
بن عبید اللہ عن عدۃ اصحابنا
عن محمد بن یعقوب عن احمد
بن ادریس عن محمد بن احمد
بن یحیی عن احمد بن الحسن بن
علی عن عمرو بن سعید عن
مصدق بن صدقۃ عن
عمار الساباطی عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام قال سئل عن
ماء یشرب منہ الحمام فقال
کل ما اکل لحمہ یتوضأ من
سؤرہ ویشرب عن ماء
یشرب منہ بازی او صقر او
عقاب فقال کل شئی من الطیر توضأ مما یشرب منہ الا ان تری فی منقارہ دما فان رایت شیئا فی منقارہ دما فلا تتوضأ ولا تشرب

اُنھون نے وہیب بن حفص سے اُنھون نے ابو بصیر سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے مین نے امام سے پوچھا کہ سانپ کسی گھڑے مین جو پانی سے بھرا ہوا تھا گھُس گیا اور پھر نکل گیا (تو وہ پانی کیسا ہی) امام نے فرمایا کہ اگر اسکے علاوہ پانی مل جائے تو اُس پانی کو پھینکدے - پس مطلب اسکا یہ ہی کہ ہم اس پانی کو ایک قسم کی کراہت پر محمول کرین جبکہ دوسرا پانی جو یقیناً پاک ہی موجود ہو اسی وجہ سے امام نے اس پانی کے پھینکنے کا حکم اس شرط سے دیا کہ دوسرا پانی موجود ہو اگر یہ پانی نجس ہوتا تو ہر حال مین اُس کا پھینکنا ضروری ہوتا -

باب حلال جانورون اور تمام حرام جانورون کا جھوٹا پانی (کیسا ہی؟) مجھے حسین بن عبید اللہ نے ہمارے چند اصحاب سے نقل کرکے خبر دی وہ محمد بن یعقوب (کلینی) سے وہ احمد بن ادریس سے وہ محمد بن احمد بن یحیی سے انھون نے احمد بن حسن بن علی سے انھون نے عمرو بن سعید سے اُنھون نے مصدق بن صدقہ سے اُنھون نے عمار ساباطی سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہی - کہتے تھے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کبوتر جس پانی سے پیے (وہ پانی کیسا ہی) امام نے فرمایا ہر وہ جانور جسکا گوشت حلال ہی اُسکے جھوٹے پانی سے وضو درست ہی - اور جس پانی سے باز یا شکرے یا عقاب نے پیا ہو وہ پانی پیا جاسکتا ہی - پھر امام نے فرمایا کہ ہر پرندے[1] کے جھوٹے پانی سے وضو درست ہی مگر ہان اُسکی چونچ مین اگر تم کچھ خون دیکھو تو البتہ اُس سے وضو نہ کرو اور نہ پیو -

[1] امام نے پرندہ مین کچھ قید نہ لگائی کہ وہ حلال ہو یا حرام - معلوم ہوا کہ چاہیے حلال ہو یا حرام سب کا جھوٹا پاک ہے کچھ تخصیص باز اور شکرے وغیرہ کی نہین ہی جیسا کہ ظاہر ہے ۱۲

...ل عن ماء شرب منه الدجاجة فقال ان كان فى منقاره قذر لم تشرب ولم تتوضأ منه وان لم تعلم ان فى منقارها قذرا توضأ منه واشرب فانه خبر عام فى جواز سؤر كل ما يؤكل لحمه من سائر الحيوان وان ما لا يؤكل لحمه لا يجوز استعمال سؤره وقد بينا ايضا فى كتابنا تهذيب الاحكام ما يتعلق بذلك واستوفينا فيه الاخبار وما يتضمن هذا الخبر من جواز سؤر طيور لا يؤكل لحمها مثل البازى والصقر اذا عرى منقارها من الدم مخصوص من بين ما لا يؤكل لحمه فى جواز استعمال سؤره وكذلك ما رواه اسحاق بن عمار عن ابى عبد الله عليه السلام ان ابا جعفر عليه السلام كان يقول لا باس بسؤر الفارة اذا شربت من الاناء ان يشرب منه ويتوضأ منه الوجه فيه ان نخصه من بين ما لا يؤكل لحمه من حيث لا يمكن التحرز من الفارة ويشق ذلك على الانسان فعفى لاجل ذلك عن سؤره باب ما ليس له نفس سائلة يقع فى الماء فيموت فيه

...ر امام سے پوچھا گیا کہ جس پانی سے مرغی نے پیا ہو (وہ پانی کیسا ہی) امام نے فرمایا اگر ...کی چونچ مین نجاست ہو تو وہ پانی مت پیو اور اُس سے وضو نہ کرو اور اگر اُسکی چونچ ...ن تمکو کوئی نجاست معلوم نہ ہو تو اُس سے وضو کرو اور پیو۔ اس حدیث سے معلوم ...ا کہ جن حیوانات کا گوشت حلال ہی اُن سب کا جھوٹا پاک ہی اور جنکا گوشت حرام ہے ...کے جھوٹے[1] کا استعمال جائز نہین۔ اور ہم اپنی کتاب تہذیب الاحکام مین بھی اسکے متعلق ...ح کر چکے ہین اور تمام حدیثین لکھ چکے ہین۔ اور اس حدیث مین جو چند غیر ماکول پرندون ...کے جھوٹے کو جائز بیان کیا گیا ہی مثل باز اور شکرے جبکہ انکی چونچ خون سے آلودہ نہو ...چند پرندے[2] غیر ماکول مستثنی ہین۔ اسی طرح جو حدیث اسحاق بن عمار نے ابو عبد اللہ ...السلام سے روایت کی کہ ابو جعفر علیہ السلام فرماتے تھے کہ چوہیا کا جھوٹا کچھ حرج ...ن جبکہ وہ کسی برتن سے پی جائے اس برتن سے پینا اور وضو کرنا درست ہی۔ مطلب ...کا یہ ہی کہ ہم چوہیا کو غیر ماکول مین مستثنی کرلین گے۔ کیونکہ چوہیا سے بچنا ممکن نہین انسان ...بت مشقت پڑجائیگی۔ اسی وجہ سے اسکا جھوٹا جائز کردیا گیا۔

...ب جس جانور مین خون جاری نہ ہو وہ پانی مین گر کر مرجائے (تو کیا حکم ہے)

[1] اس حدیث سے یہ کلیہ ہرگز مستفاد نہین ہوتا کہ جتنے جانور ایسے ہون کہ ...ن کا گوشت حرام ہو۔ اُن سب کا جھوٹا ناپاک ہے۔ حرام پرندون کو اس ...ور مستثنی کرنا چاہیے ۱۲

[2] یہ اجتہاد مصنف کا ہی۔ اور صریح مخالف حدیث معصوم کے ہی۔ ہرگز ان چند ...ونکی تخصیص حدیث مین نہین ہی بلکہ حدیث مین تو کلیہ کے طور پر وارد ہوا ہی کہ ہر پرندے کے ...جھوٹے پانی سے وضو درست ہی ۱۲

اخبرنی الحسین بن عبید اللہ عن احمد بن محمد بن یحیی عن احمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقۃ عن عمار الساباطی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سئل عن الخنفساء والذباب والجراد والنملۃ وما اشبہ ذلک یموت فی الماء والزیت والسمن وشبہہ قال کل ما لیس لہ دم فلا باس وبہذا الاسناد عن محمد بن احمد بن یحیی عن ابی جعفر عن ابیہ عن حفص بن غیاث عن جعفر بن محمد علیہ السلام قال لا یفسد الماء الا ما کانت لہ نفس سائلۃ

اخبرنی الشیخ ابو عبد اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن الحسین بن الحسن بن ابان عن الحسین بن سعید عن ابن سنان عن ابن مسکان قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام کل شیٔ یسقط فی البئر لیس لہ دم مثل العقارب والخنافس واشباہ ذلک فلا باس واما رواہ الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسی عن سماعۃ عن ابی بصیر

مجھے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد یحیی سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے محمد بن احمد بن یحیی سے اُنھون نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے اُنھون نے عمرو بن سعید سے اُنھون نے مصدق بن صدقہ سے اُنھون نے عمار ساباطی سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ ان سے خنفساء اور مکھی اور ٹیڑی اور چیونٹی اور ان کے مثل چیزون کی بابت پوچھا گیا کہ یہ پانی مین یا روغن زیتون وغیرہ مین گر کر مر جائین (تو کیا حکم ہی) امام نے فرمایا جس چیز مین خون نہ ہو اسکے گر جانے سے کوئی مضائقہ نہین۔

اور اسی سند کے ساتھ محمد بن احمد بن یحیی سے مروی ہے وہ ابو جعفر سے وہ اپنے والد سے وہ حفص بن غیاث سے وہ جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ پانی کو وہی چیز نجس کر سکتی ہے جس مین خون جاری ہو۔

مجھے شیخ ابو عبد اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھون نے اپنے والد سے اُنھون نے حسین بن حسن بن ابان سے اُنھون نے حسین بن سعید سے انھون نے ابن سنان سے اُنھون نے ابن مسکان سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا جو چیز ایسی کنوین مین گر جائے جسمین خون نہ ہو۔ مثل بچھو اور خنفسا اور اسکے مثل کے تو کچھ حرج نہین۔

لیکن وہ حدیث جو حسین بن سعید نے عثمان بن عیسی سے اُنھون نے سماعہ سے انھون نے ابو بصیر سے

مضمون نگاری کے قواعد

[illegible]م کو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی
[illegible]روری ہی جو جان قواعد کی پابندی نہ ہو نیکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
[illegible]جواب ہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا۔ صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے۔

وہ قواعد یہ ہین

[illegible] مذہبی ہو اور مضمون نگار اُس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو
[illegible] کے رد مین ہون اُنمین تحقیق و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور
الزام [illegible] پوری اطلاع کا ثبوت ملے تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گا یون
کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا
سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو
(۴) خصوصاً ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔
(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو بھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین
(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزومند نہ ہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ۔
(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آ جائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً
جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہو کرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔
(۸) جو مضمون حسن و افادہ کی اس حد مین آ جائیگا جسکا اعلان پشت صفحہ ہذا پر ہی اُسکے لکھنے والے کو بر فروخت
کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آرڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔
(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا
فرصت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا
مین بھیجدین۔
(۱۰) ہر مضمون زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا۔ اور اگر
کوئی عائق قوی پیش آ جائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔

التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہے تمام مضامین کی عمدگی کا
لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہے اور اسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہی
لہذا جن ناظرین کو خدا نے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیون کو
فوائد پہونچانا چاہین اُنکی خدمت مین گزارش ہے کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن و
خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ
حضرات اس مضمون کی علٰحدہ کاپیان بصورت رسالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت مین مفت تق
کردین ایسے مضامین کی بابت اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت مین سفارش کردی
جایا کریگی ایسے مضامین کے رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والون کو) فی روپیہ ۶۴ جزکے حساب
سے دیے جایا کرینگے کم از کم ۸ کے اور زیادہ سے زیادہ جسقدر مطلوب ہون خرید کیجیے اور اپنے
بھائیون مین تقسیم کردیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت
سے دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہون اُنکی قیمت
بذریعۂ منی آڈر بھیجکر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

الملتمس

منیجر دفتر النجم لکھنؤ یا نانالہ